بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

05. چار بنیادی قاعدے-چوتھا قاعدہ

[اور اس کے متعلق چند مسائل، پہلے اور آج کے مشرکین میں فرق، کیا کلمہ گو بھی مشرک ہو سکتا ہے؟

جھوٹے اولیاء کے چند قصے، چند شبہات کا ازالہ]

القواعد الاربعۃ کا درس جاری ہے اور آج کے درس میں ان شاء اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم چوتھا اور آخری قاعدہ بیان کرتے ہیں اور اس کے متعلق جتنے بھی مسائل ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الْقَاعِدَةُ الرَّابِعَةُ، أَنَّ مُشْرِكِي زَمَانِنَا" (بے شک ہمارے زمانے کے مشرک) "أَغْلَظُ شِرْكًا مِنَ الْأَوَّلِينَ" (ان کا شرک پہلے لوگوں سے یا پہلے مشرکین سے زیادہ غلیظ زیادہ بھیانک شرک ہے)۔

اور یہاں پر "مُشْرِكِي زَمَانِنَا" کا مطلب ہے جو آج کل کے لوگ موجود ہیں کلمہ پڑھنے کے بعد اولیاء کو پکارتے ہیں، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو پکارتے ہیں، فرشتوں کو پکارتے ہیں اور ان کے نام پر قربانی اور نذر و نیاز دیتے ہیں، ان کی قبروں کو بڑا پختہ کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر عمارتیں قائم کرتے ہیں مزارات بناتے ہیں تو "مُشْرِكِي زَمَانِنَا" سے مراد یہ مشرک ہیں یہ لوگ ہیں جو اس طریقے سے شرک کرتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مخالفین اس میں ہمارے ساتھ اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ لوگ ہمیں مشرک کہتے ہیں آپ مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ اس کا جواب ہم دیتے ہیں ان شاء اللہ آگے۔

اور جو پچھلے زمانے کے مشرکین ہیں ان سے مراد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے مشرکین، چاہے مشرکین عرب کیوں نہ ہوں یا یہود یا نصاریٰ جتنے بھی مشرکین تھے اس زمانے میں ان کو کہتے ہیں "المشركين الأوّلين"۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ کی یہاں پر "المشركين الأوّلين" سے یہ مراد ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے اور آج کے زمانے کے وہ مشرکین جو آج موجود ہیں جو کلمہ پڑھنے کے بعد شرک کرتے ہیں۔ اور شیخ صاحب رحمہ اللہ اب یہ وجہ بیان کر رہے ہیں کہ جو کل کے مشرک تھے (دیکھیں دونوں مشرک ہیں) کل جو مشرک تھے شرک کرتے تھے آج کے دور میں بھی

مشرک موجود ہیں یہ بھی شرک کرتے ہیں دونوں مشرک ہیں اور دونوں جو مشرک ہیں یہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ لیکن شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف مشرک ہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ آج کل کے مسلمانوں کا شرک جو ہے وہ اس دور کے مشرکوں سے زیادہ غلیظ ہے اور زیادہ بھیانک اور زیادہ خطرناک ہے۔اب اس کی وجہ شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان کر رہے ہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لأَنَّ "(کیوں کہ)"الأَوَّلِينَ "(پچھلے گزرے ہوئے لوگ، پہلے لوگ)" يُشْرِكُونَ فِي الرَّخَاءِ "(وہ اچھے اوقات میں شرک کرتے تھے)۔ جب وہ خوش ہوتے تھے کوئی مصیبت نہیں ہوتی تھی عام حالات میں وہ شرک کرتے تھے۔" وَيُخْلِصُونَ فِي الشِّدَّةِ "(اور جب کوئی مصیبت پڑتی کوئی شدت ہوتی تو تب توحید کرتے اور اخلاص)"وَمُشْرِكُو زَمَانِنَا"(اور ہمارے زمانے کے مشرکین جو ہیں) "شِرْكُهُمْ دَائِمٌ"(ان کا شرک دائمی طور پر ہمیشہ ہے)"فِي الرَّخَاءِ وَالشِّدَّةِ"(چاہے اچھے اوقات ہوں یا بُرے اوقات ہوں(تو وہ ہمیشہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں))۔

یہاں پر شیخ صاحب رحمہ اللہ نے صرف ایک وجہ بیان کی ہے یہ ایک سبب بیان کیا ہے کہ آج کا مشرک کل کے مشرک سے کیوں زیادہ غلیظ شرک کا مرتکب ہے۔

دوسری وجہ کیا ہے کسی کو پتہ ہے؟اللہ اکبر، جو پچھلے زمانے کے مشرکین تھے وہ چاند، سورج، درخت، پتھر، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، اولیاء اور صالحین ان کو پکارتے تھے، ان کے لیے قربانیاں دیتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے لیکن آج کے دور میں جب ہم دیکھتے ہیں ان آستانوں میں اور ان مزارات پر کیا کچھ نہیں ہوتا!اور جن کو یہ پکارتے ہیں ان کی بدکاریوں کے قصے بھی خود بیان کرتے ہیں اپنی کتابوں میں۔

یعنی پچھلے زمانے کے لوگ جن کو پکارتے تھے وہ نیک اور صالح تھے۔ پتھر اور درخت تھے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں بدکاری نہیں کرتے، چاند سورج ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں بدکاری کبھی نہیں کرتے لیکن آج کے زمانے میں جو لوگ شرک کرتے ہیں اور جنہیں پکارتے ہیں ان میں سے بعض (سارے نہیں یاد رکھیں سارے اولیاء کی بات نہیں کر رہے تاکہ لوگوں کو غلط فہمی نہ ہو سارے اولیاء نہیں) اولیاء جن کو وہ پکارتے ہیں اور اپنا پیر اور اپنا مشکل کشا مانتے ہیں، اپنی دعائیں اور قربانیاں اور نذر و نیاز یں ان کے لیے صرف کرتے ہیں ان کی بدکاریوں کے قصے اپنی کتابوں میں خود بیان کرتے ہیں اور آج میں دلیل ساتھ لے کر آیا ہوں اور یہاں سے پڑھ کر میں آپ کو سناؤں گا کہ کہاں کہاں پر یہ قصے بیان کیے ہیں تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اپنی طرف سے بیان کر دیتے ہیں باتیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں کہاں ہیں ہمیں دکھائیں، تو ان شاء اللہ ابھی یہ بیان کرتے ہیں۔

تو دوسری وجہ کیا ہے؟ کہ پچھلے زمانے کے جو مشرکین تھے وہ نیک اور صالح اور اچھے لوگوں کو پکارتے تھے اور یہ لوگ بدکاروں کو پکارتے ہیں۔

تیسرا کوئی ہے؟ اللہ اکبر، پچھلے زمانے کے جو مشرکین تھے توحید الوہیت میں انہوں نے غلطی کی ہے، وہ شرک فی الالوہیۃ کرتے تھے، ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جانتے تھے۔ یعنی وہ نہیں کہتے تھے "اے حبل! مجھے رزق عطا فرما، اے لات! مجھے بیٹا دے" نہیں کہتے تھے وہ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ بیٹا دینا، رزق دینا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ بیٹا دے سکتا ہے نہ رزق دے سکتا ہے۔ تو ان کی پکار جو ہوتی تھی یا ان کی جو شرک کی وجہ تھی وہ عبادت کا صرف کرنا ان بتوں کے لیے۔ لیکن آج کے دور میں جب ہم دیکھتے ہیں یہ کلمہ پڑھنے والا مسلمان ان میں سے بعض لوگ کیا کرتے ہیں؟ وہ پکارتے ہیں اپنے اولیاء کو، صرف نذر و نیاز اور قربانی نہیں صرف کرتے ان کے لیے ان کے مزارات پر، نہیں! اس کے ساتھ ساتھ وہ اولاد بھی ان ہی اولیاء سے مانگتے ہیں، رزق بھی ان ہی اولیاء سے مانگتے ہیں، مصیبتوں میں بھی انہیں پکارتے ہیں۔

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ پچھلے زمانے کے مشرکین جو تھے توحید الوہیت میں انہوں نے غلطی کی اور شرک فی العبادۃ یعنی ایک قسم کا شرک وہ کرتے تھے اور آج کے دور میں جو شرک ہو رہا ہے وہ ڈبل ہو رہا ہے، عبادت میں بھی شرک ہے اور ربوبیت میں بھی شرک ہے، یہ تیسری وجہ ہے۔

اور چوتھی ایک اور بھی وجہ ہے وہ یہ تھی کہ پچھلے زمانے میں لوگوں نے لا الہ الا اللہ کے مفہوم کو سمجھا تھا۔ ابو جہل جانتا تھا کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس لیے سورۃ ص میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا﴾ (کیا سارے معبودوں کو چھوڑ دیں صرف ایک ہی معبود ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے!)(ص:5)۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایک مہربانی کر دیں ساروں کو ختم نہ کر دیجئے آپ کا بھی الٰہ ہم مانتے ہیں ہماری کچھ تو مانیں۔

نہیں، لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ سارے کے سارے معبودات باطل ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ آج کے دور میں زبان سے تو لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور مفہوم کیا ہے؟ کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، کوئی رازق، کوئی مالک نہیں ہے"۔ یہ تو ابو جہل بھی جانتا تھا ابو لہب بھی جانتا تھا اور یہ جانتے تھے کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب اگر ہم یہ لیتے ہیں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑا کیا ہے! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو توحید لے کر آئے تھے وہ یہ توحید نہیں تھی یہ تو ہر انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے، یہ تو فرعون بھی جانتا تھا۔ دعویٰ کیا ربوبیت کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾ (النمل:14)۔ انکار تو کیا انہوں نے، فرعون نے گھمنڈ میں آکر تکبر میں آکر یہ کہا تھا کہ میں ربّ ہوں تمہارا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اپنے دل کے اندر وہ جانتا تھا اسے یقین تھا زبان سے تو ہم جھٹلا رہے ہیں لیکن حقیقتاً ہم جانتے ہیں ہم مانتے ہیں، فرعون مانتا تھا کہ مجھے پیدا کرنے والا میرا ربّ ہے میں نہیں ہوں۔

تو ربوبیت کا اقرار کرنا کافی نہیں ہے اور آج کے دور میں جب انہیں یہ بیان کیا جاتا ہے، دیکھیں جہالت نہیں ہے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ تو بے چارے جاہل تھے وہ تو عربی زبان سے جانتے تھے اس لیے صرف لا الہ الا اللہ کو پڑھ کر ہی انہوں نے انکار کیا۔ آج کے زمانے میں میں عوام الناس کی بات نہیں کرتا ہوں انہیں گمراہ کیا جارہا ہے لیکن جو علماء ہیں ان کے ساتھ باتیں ہوتی ہیں مناظرے ہوتے ہیں، ان کو ایک ایک آیت ایک ایک دلیل کھول کھول کر واضح طریقے سے بیان کی جاتی ہے پھر بھی کہتے ہیں نہیں لا الہ الا اللہ کا مفہوم یہ نہیں ہے۔

تو ان سے بہتر ابو جہل نہ تھا! دیکھیں بات تلخ ہے معذرت کے ساتھ، ابو جہل نے یہ سمجھ لیا تھا کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ایک ہی معبود برحق ہے محمد ہم اس کو نہیں مانتے۔ کفر ہے، شرک ہے کوئی شک نہیں ہے اس میں لیکن آج کا مسلمان زبان سے تو اقرار کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی شرک کر رہا ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ دلیل کے طور یہ بیان کر رہے ہیں" وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى "(ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ (جب وہ سواری پر سوار ہوتے ہیں سمندر پر (یعنی آگ بوٹ پر یا کشتی پر)) ﴿دَعَوُا اللَّهَ﴾ (اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں) ﴿مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (اخلاص کے ساتھ، ساری کی ساری عبادت ساری کی ساری پکار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کسی اور کے لیے نہیں ہے)۔

یہاں پر ہبل، لات، عزیٰ، منات کوئی کام نہیں آتا اور قصہ بیان کر چکا تھا پچھلے درس میں عکرمہ بن ابی جہل کا رضی اللہ عنہ ۔ ﴿فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ﴾ (بس جب اللہ تعالیٰ انہیں نجات عطا فرماتا ہے اس طوفان سے اور بَر کی طرف خشکی کی طرف وہ آ جاتے ہیں)۔ کیا کرتے ہیں؟ ﴿إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾ (تب وہ شرک کرنا شروع کر دیتے ہیں) (العنکبوت:65)۔ ابھی کشتی سے اترے خشکی پر آئے لات و عزیٰ ان کے سامنے آ گئے تھوڑی دیر پہلے ان کے لیے کوئی بھی معبود نہیں تھا اگر کوئی معبود برحق تھا تو صرف اللہ تعالیٰ تھا۔ تو یہ سورۃ العنکبوت آیت نمبر 65 اس میں واضح الفاظ ہیں کہ پچھلے زمانے کے مشرکین اللہ تعالیٰ کو صرف مانتے نہیں تھے بلکہ توحید بھی کرتے تھے لیکن مصیبت کے وقت اچھے اوقات میں وہ شرک کرتے تھے۔

یہ چوتھا قاعدہ تھا اختصار کے ساتھ اس قاعدے کے متعلق چند باتیں میں بیان کرنا چاہتا ہوں اور مخالفین نے جب یہ القواعد الاربعۃ پڑھے اور دیکھے انہوں نے کہا کہ شیخ ساحب رحمہ اللہ نے یہاں پر بہت بڑا ظلم کیا ہے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے انصاف نہیں کیا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ""جتنی بھی آیتیں ہیں یہ یہ ساری کی ساری مشرکین کے لیے تھیں آپ لوگوں نے مسلمانوں پر لگادیں زبردستی کر کے""۔اوراس کارد ہم پہلے قاعدے میں بیان کر چکے ہیں تو اب اس غلط فہمی کو دور کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کی طرف رجوع کر کے دیکھ لیں۔

دوسری بات وہ کہتے ہیں کہ ""دیکھیں ایک دفعہ ایک مسلمان کلمہ پڑھ لے تو دائرۂ اسلام میں داخل ہوا مسلمان ہے وہ وہ کبھی شرک کر نہیں سکتا(یعنی کلمہ گو کبھی مشرک ہو نہیں سکتا)""۔تو آج یہ بھی ثابت کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے یا نہیں۔میں صرف قرآن مجید سے اور احادیث سے پڑھ کر سناتا ہوں بیان کرتا ہوں تاکہ وقت بچ جائے اور دیکھتے ہیں کہ کیا واقعی کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا،اس کے بعد پھر چند غلط فہمیاں ان کا ازالہ کرتے ہیں۔

کیا کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے؟

جی ہاں ہو سکتا ہے اور اس کی دلیل میں قرآن مجید کی میں چند آیات بیان کرتا ہوں میرے پاس یہاں پر تقریباً بارہ آیات ہیں اور چودہ احادیث ہیں میں صرف اختصار کے ساتھ چند بیان کرتا ہوں۔

پہلی آیت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:　　اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾(یوسف:106)

((سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں)اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے مگر شرک کے ساتھ)

یعنی مومن بھی ہیں لیکن شرک بھی کرتے ہیں،اس کا یہ مطلب ہوا کہ مومن شرک کر سکتا ہے مومن سے شرک ہو سکتا ہے۔جب انسان ہے اور شیطان خون میں دوڑتا ہے تو شیطان کے وسوسوں میں آکر اس سے کبھی بھی شرک ہو سکتا ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:　　اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾(الانعام:82)

(جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئے روتے ہوئے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جس نے کبھی ظلم نہ کیا ہو؟! یعنی ہمارے سارے کے سارے عمل اکارت ہو گئے ظلم تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے! تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (یہ وہ ظلم نہیں جو تم سمجھ رہے ہو یعنی ظلم نفس بلکہ یہ وہ ظلم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن مجید سورۃ لقمان میں ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾)(لقمان :13)۔ صحیح بخاری کی روایت ہے یہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ مومن بھی اپنے اوپر شرک کا ظلم کر سکتا ہے اس سے شرک ہو سکتا ہے۔

تیسری آیت میں جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ المؤمنون میں مومنوں کی صفات بیان کی ہیں اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝٥٧ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝٥٨ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ﴾(المؤمنون:57-59)

اگر مومن سے شرک نہ ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس شرک کو مومنین کی صفات بیان کرتے کرتے یہ بات کبھی بیان نہ کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔ جب مومن تھا تو نفی کرنے کی ضرورت کیا تھی جب شرک کو نفی کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مومن سے شرک بھی ہو سکتا ہے۔

اور اسی طریقے سے سورۃ الفرقان میں جب اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾(الفرقان:68)

مومن قتل کر سکتا ہے نہیں کر سکتا؟ قتل تو کر سکتا ہے لیکن اسے قتل سے منع کیا ہے کہ مومن قتل نہیں کرتے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے اس سے پہلے ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ﴾ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے)۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ مومن سے اگر قتل ہو سکتا ہے تو شرک بھی ہو سکتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے جب شرک کی نفی کی ہے تو قتل کی بھی نفی کی ہے۔ بات سمجھ آرہی ہے کہ نہیں؟ یعنی جب یہ بھی ہو سکتا ہے تو وہ بھی ہو سکتا ہے۔

اور اسی طریقے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (الانعام:121)

اوراس میں امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں"فدلت الآية على أن من استحل شيئا مما حرم الله تعالى صار به مشركا" یعنی جس نے بھی کسی حرام چیز کو حلال کر دیا تواس نے شرک کیا۔ کیسے شرک کیا؟ کہ اس نے بھی شریعت نافذ کی۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت یہ ہے کہ یہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے لیکن کوئی دوسرا شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ ''نہیں یہ حرام نہیں یہ حلال ہے'' اب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یہ حرام ہے۔ ایک اور شخص آکر کہتا ہے یہ حلال ہے، تو جس نے بھی حرام چیز کو حلال کر دیا تواس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا ہے۔

سورۃ الممتحنۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا﴾(الممتحنة:12)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ کی طرف عورتیں آئیں بیعت کریں)۔ کس چیز کی بیعت کریں سب سے پہلے؟ ﴿عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا﴾۔ ایمان لا چکی ہیں مومن ہیں اور بیعت کرنے آرہی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے پہلے کیا ہے؟ کہ شرک کبھی نہیں کریں گی۔

توشرک کی نفی کیوں کی ہے؟ جب ایمان کے ساتھ شرک ہو ہی نہیں سکتا کبھی، جب مومن شرک کبھی کر ہی نہیں سکتا تو شرک کی نفی کرنے کی ضرورت کیا تھی سب سے پہلے؟! قتل بھی بعد میں، زنا بھی بعد میں سب کچھ بعد میں سب سے پہلے شرک کبھی نہ کرنا۔ وعدہ کر رہے ہو (بیعت میں وعدہ ہوتا ہے) بیعت دے رہے ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم جا کر شرک بھی کرتے رہو زنا بھی کرتے رہو۔ ہر گز نہیں، سب سے پہلے جو منع فرمایا ہے وہ شرک کے بارے میں منع فرمایا ہے۔

اس کے بعد والی آیت، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا﴾

(النور:55)

(اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان مومنوں کے ساتھ (یہ وعدہ مشرکین سے نہیں کفار سے نہیں مومنوں کے ساتھ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے صالحات کیے)۔ کیا وعدہ ہے؟ ﴿لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ (ان کو اس زمین پر خلافت عطا فرمائے گا) ﴿كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠﴾ (جس طریقے سے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا فرمائی) ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمْ﴾ (اوراس دین کی بھی تمکین ہو گی)۔ مسلمان کیا چاہتا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کا دین پوری دنیا میں منتشر ہو جائے اس

لیے جہاد کا جھنڈا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بلند ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دین پوری دنیا میں پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ مومن سے وعدہ کر رہے ہیں کہ مومن پریشان نہ ہوں یہ میرا وعدہ ہے تجھ سے تو اپنا وعدہ پورا کر میں اپنا وعدہ پورا کروں گا ۔ تمہیں دنیا میں خلافت چاہیے خلافت ہو گی، دنیا میں تمہیں دین کی تمکین چاہیے میں وہ بھی عطا کروں گا۔ ﴿ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ ﴾ (اور اس دین کی میں تمکین کروں گا جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے)۔ یہ نہیں کہ جس پر لوگ راضی ہیں۔ جس دین پر اللہ تعالیٰ راضی ہے وہ دین اسلام ایک ہی ہے ﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾(آل عمران:19) وہ ہے توحید اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دین کی بنیاد ہے۔ ﴿وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا﴾ (اور اس کے ساتھ ساتھ جتنا بھی ان کو خوف وہراس ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ تبدیل کر کے ان کو امن وامان عطا فرمائے گا)۔ یہ کب؟ صرف ایک شرط ہے۔ اب اتنے چار بڑے انعامات ہیں شرط ایک ہی ہے بس۔ کیا شرط ہے؟ ﴿يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا﴾ (میری عبادت کریں میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں)۔

وعدہ مومنوں سے ہے اور آخر میں شرط کیا ہے؟ شرک کبھی نہ کرنا۔ اگر مومن شرک نہ کر سکتا کبھی تو اس وعدے کی ضرورت کیا تھی؟! اس کا مطلب ہے کہ مومن سے بھی شرک ہو سکتا ہے اور اسے آگاہ کیا جا رہا ہے "اے مومن!"۔ یہ نہیں کہ مومن مشرک ہے نعوذ باللہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ جتنی بھی دلیلیں بیان کر رہا ہوں دلائل جو میں نے بیان کیے ہیں یہ نہیں کہ مومن شرک کر رہا ہے، ہرگز نہیں بلکہ یہ خطرہ ہے مومن کو تو مومن کو شرک سے بچنا چاہیے "اے مومن! شرک سے بچو، اے مومن! شرک سے بچو" اس کا مطلب یہ ہے۔

اور یہ بڑی عظیم آیت ہے مجاہدین کے لیے بھی، عوام الناس کے لیے بھی، علماء کے لیے بھی، طلاب علم کے لیے بھی سب لوگوں کے لیے ہے۔ جو لوگ خلافت کا نعرہ لگاتے ہیں کہ خلافت ہونی چاہیے اور اس پر یہ حکمران کافر ہے، وہ حکمران کافر ہے، تکفیر کے فتوے لگاتے ہیں ﴿يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا﴾ شرک کو مٹا دو اللہ کا وعدہ ہے، اللہ کی قسم! شرک آج مٹ جائے یہ پوری کی پوری خلافت بھی آجائے گی اور یہ تمکین بھی ہو جائے گی دین کی اور یہ خوف وہراس بھی ختم ہو جائے گا۔

ابھی امت میں کیا ہے؟ خوف وہراس پھیلا ہوا ہے امت میں امن وامان بالکل نہیں ہے بدامنی پھیل گئی ہے، امت میں شرک پھیل چکا ہے، بدکاریاں پھیل چکی ہیں، بدعات و خرافات پھیل چکی ہیں، زناکاریاں بدکاریاں پھیل چکی ہیں، حکمران ظالم ہیں، محکومین مظلوم ہیں، ساری کی ساری پریشانیاں موجود ہیں، کافر دروازے پر کھڑے ہیں حملہ آور ہیں، مسلمانوں کی عزتیں محفوظ نہیں ہیں، مال محفوظ نہیں جان محفوظ نہیں ہے، جو لوگ چاہتے ہیں کہ خلافت برپا ہو دوبارہ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی جیسے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں تھی ﴿يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا﴾ آج توحید کی دعوت کو قائم کرو آج سے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لو کہ اللہ تعالیٰ توحید کے دین کو پھیلانے میں ہم ابھی جہاد کرتے ہیں اور اس مشن پر چلو ان شاء اللہ اور دیکھو کس طریقے سے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ "نہیں کافر دروازے پر ہے کافروں کے خلاف جہاد کرنا چاہیے" کرنا چاہیے جہاد، ہم اختلاف نہیں کرتے مجاہدین سے نہ جہاد سے ضوابط شرعیہ سے اگر جہاد ہے ہماری سر آنکھوں پر ہے۔ لیکن آپ کی آنکھوں کے سامنے ایک مسلمان ہے جس کا قتل کیا جارہا ہے فلسطین میں اور ایک مسلمان مر رہا ہے ہمارے اپنے ملک میں پڑوسی ہے ہمارا رشتے دار ہے قبر کا طواف کر کر کے قبر کی چوکھٹ پر سر رکھ کر مر رہا ہے، دونوں دیکھیں سب مر جائیں گے وہ بھی مرے گا ہم بھی مر جائیں گے لیکن دونوں کی موت جو واقع ہوئی ہے کون بہتر ہے؟ وہ جو فلسطین میں مر رہا ہے کافر کی گولی سے یا یہ جو آستانوں میں اور مزاروں پر اور قبروں کی چوکھٹ پر سر رکھ کر مر رہا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں میں سے کون بہتر ہے؟ یہ زیادہ بہتر ہے، جو فلسطین میں مر رہا ہے ہم اس کے لیے یہ عقیدہ رکھتے ہیں "نحتسبه عند الله شهيد" ان شاءاللہ اللہ تعالیٰ اس کی شہادت قبول فرمائے۔

لیکن جو شخص مزارات کا طواف کرتے کرتے قبر کی چوکھٹ پر سر رکھ کر مر رہا ہے اور اللہ کی قسم! ایسے لاکھوں لوگ ہیں ہمارے معاشرے میں لاکھوں لوگ یہ کہاں ہیں! شرک اکبر پر ہمارے مسلمان بھائی مر رہے ہیں اور ہم تماشہ دیکھتے رہیں ان کے لیے کچھ نہ کریں ہم! تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا کرو اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے صرف ایک شرط رکھی ہے، بدامنی ہے ختم ہو جائے گی، خلافت چاہتے ہو وہ بھی آجائے گی، دشمن دروازے پر ہے اس کو بھی شکست حاصل ہو جائے گی، زمین پر اللہ کا دین قائم کرنا چاہتے وہ وہ بھی ہو گا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ﴿يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا﴾ یہ توحید پھر سے آجائے اللہ تعالیٰ کا وعدہ اپنی جگہ پر ہے آج بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہے۔ یہ آج سے چودہ سو سال پہلے آج کا وعدہ نہیں ہے یہ، یہ قرآن مجید کی آیت ہے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ حدیث اپنی طرف سے لے کر آئے ہیں الحمد اللہ یہ قرآن مجید کی آیت ہے سورۃ النور آیت نمبر 55 اس کی تفسیر جا کر پڑھیں اور دیکھیں علماء کے اقوال دیکھیں، کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ ضعیف حدیث ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ اور یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا چودہ سو سال پہلے سے ہے بلکہ ہر نبی کے ساتھ یہ وعدہ تھا۔ جب سے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام زمین پر آئے ہیں تا قیامت اللہ تعالیٰ کا وعدہ رہے گا۔

چند احادیث بیان کرتے ہیں، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام ،فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ،لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا،دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ:وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ، قَالَ : وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ"۔

رواہ المسلم۔ صحیح مسلم کی روایت ہے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام میری طرف آئے اور مجھے بشارت دی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! جو شخص تیری امت میں سے اس حالت پر مر جائے کہ اس نے کبھی شرک نہیں کیا ہو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا ہو "لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا" کبھی اس نے شرک نہیں کیا اور کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا "دَخَلَ الْجَنَّةَ" وہ جنت میں داخل ہو گیا۔" قُلْتُ "اب صحابی سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ پوچھ رہے ہیں "وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ وہ زنا بھی کرے اور چوری بھی کرے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ" اگرچہ وہ زنا بھی کرے وہ چوری بھی کرے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بھی زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے وہ جنتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ضرور جائے گا ۔اگر شرک کبھی نہیں کیا موحد ہے اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے دو راستے ہیں اللہ تعالیٰ جو معاملہ اس کے ساتھ کرے گا دو قسم کا ہے یا تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس کے لیے جنت ہے اور کبیرہ گناہوں کی معافی ہے یا اس کے لیے عدل و انصاف ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جتنے وہ گناہ کر چکا ہے زنا ہے، چوری ہے اتنے گناہوں کے برابر وہ جہنم میں جائے گا اور اس کو اتنا عذاب ملے گا جتنے اس کے گناہ ہیں جب گناہوں سے پاک ہو گا پھر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ "دَخَلَ الْجَنَّةَ" کا مطلب ہے انتہاءً، ابتداءً نہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا ضرور رہے گا ان شاء اللہ لیکن لفظ دیکھیں " یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! تیری امت میں سے "۔ کون امتی مشرکین ہیں؟ سب مومن ہیں مسلمان ہیں، وہ شخص جنت میں جائے گا جس نے کبھی شرک نہ کیا ہو۔
یعنی اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟ یعنی جو شخص تیری امت میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک کرے گا وہ جنت میں کبھی داخل نہیں ہو گا۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

اور دوسری روایت صحیح مسلم کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ" (ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ) "فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ" (تو ہر نبی نے اپنی دعا میں جلدی کی اور اللہ تعالیٰ سے مانگ لی) "وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي" (میں نے اپنی دعا کو چھپائے رکھا قیامت کے دن اپنی امت کے لیے شفاعت کروں گا)۔

اللہ اکبر، دیکھیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی ساری تکلیفیں برداشت کرتے رہے لیکن اس کے باوجود بھی اپنی ایک دعا تھی اس دعا کو اپنی امت کے لیے چھپا کر رکھا قیامت کے دن کے لیے اور آج یہ امتی ہیں دیکھیں امتیوں کا کیا حال ہے ! اپنے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہم نے کیا کیا ہے ؟ انہوں نے اتنی تکلیفیں برداشت کیں اس امت کے لیے ہم نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہم نے کیا کیا ہے ؟ آج کا مسلمان صرف اپنے گریبان میں تھوڑا سا جھانکے ہم سب اپنے اندر، ہم اپنے آپ کو جانتے ہیں ہم کیسے ہیں میں کسی اور کو نہیں کہہ سکتا کہ آپ کیسے ہیں یا آپ کیسے ہیں میں اپنے آپ کو کہہ رہا ہوں میں اپنے آپ کو نصیحت کر رہا ہوں کہ میں نے کیا کیا ہے اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ؟ ہم نے کیا کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی جان، اپنا مال، اپنا سب کچھ قربان کر دیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، آمین۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ" (اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی) "حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي" (جب تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے نہیں جا پہنچیں گے نہیں مل جائیں گے) "بِالْمُشْرِكِينَ" (مشرکوں کے ساتھ)۔ تب تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے کچھ قبائل مشرک نہ ہو جائیں گے۔ " وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الأَوْثَانَ" (اور حتیٰ کہ میری امت میں سے کچھ ایسے قبیلے ہوں گے جو وثن کی عبادت کریں گے)۔

صنم اور وثن میں کیا فرق ہے ؟ صنم اس بت کو کہتے ہیں جس کی ایک خاص تصویر ہوتی ہے شیپ ہوتی ہے اور وثن اس بت کو کہتے ہیں جس کی کوئی خاص تصویر نہیں کوئی شیپ نہیں ہوتی۔ ایک پتھر ہے پتھر پڑا ہے وہ وثن ہے اس پتھر کو تراش کر بت بنالیا وہ صنم ہو گیا۔ تو عربی زبان میں دونوں میں فرق ہے، صنم تراشا ہوا پتھر مورتی کی شکل میں اور وثن کوئی بھی چیز ہو۔ لکڑی کا ایک حصہ ہے یا درخت ہے یہ لکڑی کا ایک حصہ ہے یہ وثن ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''کھجور سے جمع کر کے ایک ٹکڑا رکھ دیا اس کی عبادت شروع کر دی''۔ تو یہ کھجور کا ٹکڑا جو رکھا تھا شیپ نہیں تھی اس کی یہ وثن تھا، اس کی شیپ بت کی بنا دیتے تو وہ صنم ہو گیا۔ یہاں پر لفظ کی دقت دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان دیکھیں ذرا "وَحَتَّى تعبد قبائل من أمتِي.. " الأصنام" نہیں فرمایا "الأَوْثَانَ" فرمایا ہے کیوں کہ آج ہمیں کوئی تراشا ہوا بت نظر نہیں آتا۔ لیکن قبر نظر آتی ہے کہ نہیں ؟ قبر وثن ہے صنم نہیں ہے یہ الفاظ کی دقت دیکھیں "وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الأَوْثَانَ"۔ اسے ابوداود اور احمد نے روایت کیا ہے۔

اور سیدنا ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ کی حدیث پچھلے درس میں میں بیان کر چکا تھا بیری کے درخت سے کرامت لینے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کہ یہ شرک ہے"۔ یہ بھی دلیل ہے صحیح ترمذی کی روایت ہے کہ مومن سے بھی شرک ہو سکتا ہے۔

اور اسی طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ،فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ"۔ متفق علیہ حدیث ہے۔ تو یہاں پر شاہد کیا ہے؟(کہ مجھے حد سے نہ بڑھائیں جیسے نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو حد سے بڑھادیا صرف یہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں)۔

تو یہاں پر کیسے دلیل بن سکتی ہے یہ؟ جو نصاریٰ تھے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں مومن تھے کہ نہیں؟ جو ایمان لے کر آئے مومن تھے۔ لیکن شرک کی وجہ کیا تھی؟ مومن تھے پھر شرک کیا ایمان کے بعد۔ وجہ کیا تھی؟ کہ اپنے نبی کی محبت میں بڑھ گئے اور خدا بنادیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اپنی امت کو کہ تم اس سے بچنا ایسا کبھی نہ کرنا کہ تم بھی ایمان کے بعد مجھے حد سے بڑھادو اور شرک کرو۔ بات سمجھ آئی؟ یعنی مومن کو بھی خطرہ ہے کہ وہ شرک کر سکتا ہے۔

اور اسی طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَناً يُعْبَدُ "(اے اللہ تعالیٰ! میری قبر کو وثن نہ بنائیں جس کی عبادت کی جائے)۔ موطا امام مالک کی روایت ہے صحیح روایت ہے صحیح سند کے ساتھ۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوداود نے نقل کیا ہے فرماتے ہیں"لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا "(اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلے کی جگہ اور عید نہ بناؤ)۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر کے بارے میں فرما رہے ہیں۔

آج کل ہم دیکھتے ہیں مزارات پر اور اولیاء کی قبروں پر کیا ہوتا ہے میلے ہوتے ہیں کہ نہیں؟ عیدیں ہوتی ہیں نہیں؟

تو مسلمان بھی شرک کر سکتا ہے۔ کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے۔

اور بھی تقریباً دس اور احادیث ہیں تو میں اس پر اکتفا کرتا ہوں، مومن کے لیے ایک ہی آیت کافی ہے ایک ہی دلیل کافی ہے اور جو ایک کو نہیں مانتا تو وہ ہزار بھی نہیں مانے گا اس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص گدھے پر بہت ساری کتابیں لاد کر جارہا تھا اور گدھا بے چارا بڑی مشکل سے چل رہا تھا تو ایک بڑھیا نے دیکھا، بیٹے کیوں گدھے کو تکلیف دے رہے ہو یہ کیا اٹھا کر لے جارہے ہو؟! اس نے کہا ماں جی! مناظرہ ہو رہا ہے ہمارے استاد نے کہا ہے کہ مکتبہ سے، گھر سے کتابیں لے کر آؤ اور جو شخص نہیں مان رہا وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو نہیں مان رہا کیوں کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ موجود نہیں ہے تو یہ کتابیں میں لے کر جارہا ہوں تاکہ اسے دلیل کھول کھول کر بیان کر کے دکھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

اس بڑھیا نے بڑی پیاری بات کی اس نے کہا جس شخص کو پوری کائنات نظر نہیں آئی تو اس کو ایک گدھے کا بوجھ کیا نظر آئے گا۔ اللہ اکبر، دیکھو اس جاہل بڑھیا نے سمجھ لیا لیکن بہت سارے لوگ جو اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں چھوٹی سی بات کو نہ سمجھ سکے۔

لا الہ الا اللہ واللہ ! مشکل نہیں ہے، نہ لغت کے لحاظ سے مشکل ہے سمجھنا نہ شریعت کے لحاظ سے مشکل ہے سمجھنا۔ اتنی آیات اور اتنی احادیث اور سلف الصالحین کی اتنی عبارات ہیں میں گن نہیں سکتا ہوں اس کے باوجود بھی لوگوں نے لا الہ الا اللہ کو سمجھا نہیں ہے۔ تو یہ تھا کلمہ گو مشرک یہ بات بھی ختم ہوئی تا کہ ہمارے مخالفین یہ نہ کہیں کہ بھئی کلمہ گو مشرک نہیں ہو سکتا تم لوگ صرف الزام ہی لگاتے ہو تم لوگوں کو صرف الزام لگانا آتا ہے۔ تو میں ان بھائیوں سے یہ کہتا ہوں ہم الزام نہیں لگاتے دلائل آپ کے سامنے ہیں حوالے میں نے بیان کیے ہیں قرآن مجید کی آیات ہیں اور صحیح احادیث ہیں صحیح سند کے ساتھ اور یہ احادیث ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کے مکتبات میں کون سی کتابیں ہیں؟ بخاری ہے، مسلم ہے، ابوداود ہے، ترمذی ہے، ابن ماجہ ہے، موطا امام مالک ہے یہی کتابیں ہیں اور کون سی کتابیں ہیں۔ اگر آپ کو میری اس بات پر اعتبار نہیں ہے تو آپ اپنے مکتبے سے کتاب اٹھائیں اور حدیث کو ڈھونڈیں ان شاءاللہ آپ کو مل جائے گی اور دیکھیں کہ یہ حدیث موجود ہے یا نہیں۔

پھر میں نے یہ بات بیان کی تھی کہ ''آج کے مشرکوں کا شرک جو ہے وہ زیادہ غلیظ اور زیادہ بھیانک ہے ''۔ اس پر بھی ہمارے مخالفین نے بہت ناانصافی کی ہے۔ ناانصافی ہم نے نہیں کہ نہ ہمارے ان علماء نے کی ہے، ناانصافی انہوں نے کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ نہیں آپ لوگ جھوٹ بولتے ہیں ہمارے اولیاء اور صالحین کبھی بدکاری کر ہی نہیں سکتے اور نہ ہم نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ بات کہاں تک سچ ہے۔

میرے ہاتھ میں یہ ملفوظات ہے احمد رضا خان بریلوی کی اور یہ مشہور ترین کتاب ہے اس میں سے میں صرف ایک قصہ پڑھتا ہوں باقی ملفوظات موجود ہے انڈیا میں بھی پاکستان میں، بنگلہ دیش میں یہ کتاب موجود ہے۔ میں صفحہ نمبر نہیں بتاؤں گا کیونکہ مختلف پرنٹنگ کی وجہ سے صفحہ نمبر تبدیل ہو جاتا ہے اور ہمارے ساتھی پریشان ہو جاتے ہیں بھئی شیخ صاحب نے تو یہ کہا تھا کہ صفحہ نمبر فلان ہے، کھول کر دیتے ہیں دیکھیں کہاں ہے آپ کے شیخ نے جھوٹ بولا ہے ! تو اس لیے حوالہ میں بیان کرتا ہوں کتاب آپ لے کر آئیں دکھا میں دوں گا۔

تو یہاں پر ملفوظات حصہ سوم میں احمد بدوی ان کا ایک بزرگ ہے ان کے بارے میں بات بیان کی جا رہی ہے وہ فرماتے ہیں (حضرت سید احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے امام عبد الوہاب شعرانی (یہ بھی بزرگ ہیں ان کے) قدس سرہ الربانی التزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے، اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے (یہ کتاب ہے شعرانی کی کتاب بھی لایا ہوں میں، یہاں پر ذکر کتاب کا کیا ناں کہ شعرانی نے اپنی کتاب میں بھی اس میلاد کا ذکر کیا ہے) کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کیے ہیں

مجلس تین دن ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہو گئی، یہ ہمیشہ ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے۔اس دفعہ آخری دن پہنچے جو اولیائے کرام مزار مبارک پر مراقب تھے انہوں نے فرمایا کہاں تھے دوروز سے حضرت مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں عبدالوہاب آیا، عبدالوہاب آیا(قبر کے اندر سے سیدی احمد بدوی پردہ اٹھا اٹھا کر سوال کرتے عبدالوہاب آیا یا نہیں آیا دو دن تک اس طریقے سے کرتے رہے)انہوں نے فرمایا کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے؟انہوں نے فرمایا اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کتنی ہی منزل پر ہی کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے(ارادہ دل کا عمل ہوتا ہے صرف ارادہ کرے یعنی)میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا)۔ پھر فرمایا(ان پر خاص توجہ تھی اور ان کو بھی خاص نیاز مندی تھی اسی وجہ سے حضرت کو ان سے خاص محبت تھی، حدیث میں ہے جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کس قدر قدر و منزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کس قدر قدر و منزلت ہے اتنی ہی اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے، حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں)۔

میں پھر کہتا ہوں(حضرت سید عبدالوہاب یعنی عبدالوہاب شعرانی اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ و ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلتے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا"النَّظْرَةُ الْأُوْلٰى لَكَ وَالثَّانِيَةُ عَلَيْكَ "پہلی نظر تیرے لیے ہے اور دوسری تجھ پر ہے یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہو گا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا، عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی ہاں اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی(ہبہ یعنی تحفے میں دی ہدیہ کی)اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں(وہ تاجر لے گیا پتہ نہیں کہاں پر حضور مجھے کہہ رہے ہیں کہ آپ کے لیے ہے)معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی ہے فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو)۔

''عبدالوہاب شعرانی اکابر اولیاء میں سے ہیں''ابھی فرمایا''سید احمد بدوی کبیر اکابر اولیاء میں سے ہیں''یہ بدکاری ہے کہ نہیں؟ یہ قصہ اگر موجود نہ ہو ملفوظات میں تو اس کے ہم جواب دہ ہیں۔

انہوں نے عبدالوہاب شعرانی کا ذکر کیا ہے اس میں اور دو قصے اور بہت قصے اور بھی ہیں وہ میں بیان نہیں کر سکتا، ایک دو اور ایسے بزرگ ہیں جن کے قصے میں بیان نہیں کر سکتا ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے آخری الفاظ پڑھے میں معذرت چاہتا ہوں لیکن جب مخالفین یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو تو سچ تو بولنا ہی پڑے گا ہمیں۔ اللہ کی قسم! اگر

اس طریقے سے مخالفت نہ ہوتی کبھی اور یہ لوگ اس طریقے سے الزام نہ لگاتے، بچے بچے کو پتہ ہے کہ فلان وہابی ہے اس سے نفرت کرو، بچے بچے کو! آج کل معاشرے میں تو دیکھو۔ بھئی محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے یہ ہم القواعد الاربعۃ پڑھ رہے ہیں یہ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے قواعد ہیں جس کی وجہ سے شیخ صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ وہابی تھے یعنی وہابی اتنی بڑی گالی ہے ان کے نزدیک کہ ''تم کافر ہو جاؤ، کتا اور خنزیر ہو جاؤ کبھی وہابی نہ ہونا'' یہ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اگر یہ مخالفت اتنی بھیانک نہ ہوتی تو میں کبھی یہ بات نہ پڑھتا مجھے شرم آتی ہے یہ بات پڑھتے ہوئے، کبھی اس کا ذکر نہ کرتا میں۔

تو آیئے دیکھتے ہیں یہ ایک قصہ ہے اب شعرانی کا ذکر کیا ہے تو شعرانی کی کتاب الطبقات الکبریٰ یہ شعرانی کی ہے اس میں سے میں صرف ایک قصہ پڑھتا ہوں بس ایک، ایک کافی ہے پوری کتاب تو پڑھنے کا وقت نہیں ہے۔ اور شیخ صاحب نے یعنی طبقات الاولیاء (اولیاء کے طبقات) ہیں مختلف انہوں نے شروع کیا ہے جانتے ہیں کس سے؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع کیا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی رضی اللہ عنہم پھر العشرة المبشرة بالجنة پھر دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پھر تابعین پھر تبع التابعین پھر اپنے اولیاء بھی بیچ میں زبردستی چپکا دیئے کہ یہ بھی ولی ہیں یہ بھی ولی ہیں۔ یعنی جس کتاب میں ذکر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہو کوئی شخص یہ گوارہ کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کا ذکر بھی اس کتاب میں ہو! آیئے دیکھتے ہیں کیسے لوگوں کا ذکر ہے۔

"ومنهم الشيخ محمد الحضري رضي الله عنه" (ان اولیاء میں سے یہ شیخ بھی ہیں یہ ولی بھی ہیں محمد الحضری جن کا نام ہے رضی اللہ عنہ)۔ اس کے بارے میں فرماتے ہیں "و اخبرني الشيخ ابو الفضل السرسي" (مجھے خبر دی شیخ ابو الفضل السرسی نے) "أنه جاءهم يوم الجمعة" (کہ جمعہ کے دن یہ بزرگ آئے محمد حضری صاحب) "فسألوه الخطبة" (انہوں نے کہا بھئی آپ بزرگ ہیں جمعہ کا خطبہ دیں) "فقال" (منبر پر کھڑا ہو گیا) "فقال:بسم الله، فطلع المنبر" (بسم اللہ پڑھی منبر پر کھڑا ہو گیا) "فحمد الله وأثنى عليه" (اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پڑھی) "ومجده" (اور تمجید کی) "ثم قال" (اور پھر فرمایا) "وأشهد أن لا إله لكم إلا إبليس عليه الصلاة والسلام" (اور یہ فرمایا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے لیے جو معبود ہے جو ربّ ہے وہ ابلیس ہے علیہ الصلاۃ والسلام)۔ ابلیس کے لفظ میں اللہ بھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کیوں کہ "لا إله لكم إلا إبليس عليه الصلاة والسلام" بھی فرمایا۔ "فقال الناس" (لوگوں نے کہا) "كفر" (یہ کافر ہو گیا ہے اس نے تو کفریہ بات کی ہے یہ تو کفر ہے) "فسل السيف" (تلوار ساتھ تھی نکال لی) "ونزل" (اور منبر سے اترا) "فهرب الناس كلهم من الجامع" (سارے کے سارے لوگ بھاگ گئے مسجد سے جامع سے) "فجلس عند المنبر إلى أذان العصر" (اب جمعہ کی نماز سے لے کر عصر تک منبر کے قریب بیٹھے رہے)۔ کوئی شخص مسجد میں داخل نہیں ہوا ڈر کی وجہ سے بھئی

تلوار ہاتھ میں ہے قتل کر دے گا یہ۔"وما تجرأ أحد أن يدخل الجامع"(کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ جامع میں داخل ہو)" ثم جاء بعض أهل البلاد المجاورة"(پھر ساتھ والے جو گاؤں تھے جو شہر تھے وہاں سے کچھ لوگ آئے)"فأخبر أهل كل بلد أنه خطب عندهم"(ہر گاؤں والے اور شہر والے جو قریب تھے وہ آئے انہوں نے یہ کہا کہ آج کے خطبے میں یہ شیخ محمد الحضری نے خطبہ دیا)۔ بھئی انہوں نے کہا کہ آج ہمارے ہاں یہ خطبہ دیا تھا اور یہ کفریہ الفاظ کہے تھے۔انہوں نے کہا نہیں نہیں جتنے بھی لوگ آئے تھے ساتھ کے شہروں سے اور گاؤں سے،انہوں نے کہا یہ خطبہ تو ہمارے جامع میں دیا یہاں پر کیسے تھا؟! تو لوگوں کا اس طریقے سے ہجوم ہو گیا۔"فأخبر أهل كل بلد أنه خطب عندهم وصلى بهم"(اور صرف خطبہ ہی نہیں بلکہ نماز بھی پڑھی جمعہ کی)" قال: فعددنا له ذلك اليوم ثلاثين خطبة" (تو اس دن اس ایک شخص نے تیس مختلف جامع مساجد میں خطبہ دیا اور نماز پڑھائی)۔ تیس! شخص ایک تھا ایک ہی وقت میں تیس جگہ پر موجود تھا۔"هذا ونحن نراه جالسا عندنا في بلدنا"(اِدھر بھی دیکھ رہے ہیں اور اُدھر بھی موجود ہے یہ شخص)۔"وأخبرني الشيخ أحمد القلعي أن السلطان قايتباي"یہ کوئی سلطان تھے عثمانی"كان إذا رآه قاصدا له تحول"(جب ان کو دیکھتے راہ سے گزرتے ہوئے اتنا بڑا بزرگ تھا تو سلطان اور حکمران راستہ چھوڑ دیتا تھا ڈر کی وجہ سے)"خوفا أن يبطش به بحضرة الناس"(ڈرتا تھا کہ مجھے یہ بزرگ مارے نہیں(یعنی سلطان بھی ڈرتا تھا اس سے))"وكان إذا أمسك أحدا"(جب کسی کو پکڑتا تھا) "يمسكه من لحيته"(داڑھی سے پکڑتا تھا)۔یہ بزرگ صاحب ہیں،ابھی کفریہ بات کی ہے اب عمل بھی دیکھیں بزرگ کے داڑھی سے پکڑتا تھا ایسے!" ويصير يبصق على وجهه"(اس کے منہ پر تھوکتا تھا)"ويصفعه حتى يبدو له إطلاقه"(اور زور زور سے اسے مارتا رہتا)"وكان لا يستطيع أكبر الناس أن يذهب حتى يفرغ من ضربه"(اسے کوئی بڑے سے بڑا بندہ بھی چھڑا نہیں سکتا تھا اتنی دہشت تھی اس بندے کی)""وكان يقول"(اور یہ کہتا تھا)""لا يكمل الرجل" (کوئی شخص اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا)"حتى يكون مقامه تحت العرش"(جب تک کہ اس کامل بندے کا مقام اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے نہ ہو)"على الدوام"(ہمیشہ ہمیشہ)۔یعنی چلتا زمین پر ہے لیکن اصل اس کا وجود جو ہے وہ عرش کے نیچے ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔" وكان يقول" (اور یہ کہتا تھا)"الأرض بين يدي كالإناء الذي آكل منه"(پوری کی پوری زمین میرے ہاتھ میں ایسی ہے جیسے کہ برتن جس میں کھانا کھاتا ہوں)۔ پلیٹ جس میں آپ کھانا کھاتے ہیں ہم سب کچھ دیکھتے ہیں اس پلیٹ میں کیا ہے، سلاد ہے اس میں کوئی مرچی ہے اس میں کوئی گوشت ہے کوئی سالن ہے جو کچھ بھی ہے سب دیکھتے ہیں۔وہ شخص کہتا ہے کہ پوری کی پوری زمین میرے ہاتھ میں ایسی ہے جیسے برتن میرے ہاتھ میں ہوتا ہے یعنی میں سب کچھ دیکھتا ہوں اس زمین پر۔""وأجساد الخلائق كالقوارير""(اور لوگوں کے جو جسد ہیں جو جسم ہیں

شیشے کی طرح ہیں میرے سامنے)" أرى ما في بواطنهم "(جو ان کے باطن وہ سب کچھ دیکھتا ہوں میں)"توفي رضي الله عنه سنة سبع وتسعين وثمانمائة رضي الله عنه"(وفات پائی انہوں نے سن 897ھ میں)۔

یہ تھے شیخ محمد الحضری اور اس میں سے میں نے نشان ایک سے زیادہ لگائے ہیں آپ دیکھ رہے ہیں لیکن میں نے پڑھا صرف ایک ہے۔ واللہ ! مجھے شرم آتی ہے میں آگے پڑھ نہیں سکتا ہوں۔

یہ تھے شعرانی اور شعرانی کا ذکر صرف ملفوظات میں نہیں ہے یہ شعرانی معتبر عالم ہیں بزرگ ہیں بریلویوں کے لیے بھی اور دیوبندیوں کے لیے بھی ان کا ذکر فضائل اعمال میں بھی ہے۔ حصہ سوم فضائل ذکر، حصہ سوم فضائل اعمال میں مولوی محمد زکریا فرماتے ہیں کہ شعرانی میزان الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ "امام ابو حنیفہ جب وضو کرتے اور لوگوں کو دیکھتے وضو کرتے ہوئے تو ان کے گناہوں کو جھڑتا ہوا دیکھتے"۔

یہ کرامت تھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لیے۔ یہ حوالہ کہاں سے کوٹ کیا؟ان کی کتاب سے کوٹ کیا۔

اور اس کے علاوہ جو دیوبندی حضرات ہیں وہ کہتے ہیں کہ "یہ جو آپ نے پڑھے ہیں یہ ہیں بریلویوں کے قصے کہانیاں ہم ان کو نہیں مانتے ہمارے اولیاء نیک اور صالح اولیاء ہیں یہ ہمارے اولیاء کے لیے نہیں ہے"۔ تو آیئے دیکھتے ہیں ان کے اولیاء کے لیے بھی کچھ ہے کہ نہیں ہمارے پاس۔

دیوبندیوں کی میں دو کتابوں کا ذکر کرتا ہوں ارواح ثلاثہ، میں قصہ پڑھوں گا نہیں یہ کتاب جس کے پاس موجود ہے جو حاضرین ہیں یا سامعین ہیں کتاب کا حوالہ میں دیتا ہوں، حکایت نمبر کا حوالہ میں دیتا ہوں ایک مہربانی فرما کر اس کو خود پڑھ لیں اور جتنے ساتھی موجود ہیں اگر یہ کتاب نہیں ہے تو آپ منگوا سکتے ہیں۔ انڈیا، پاکستان سے مٹھائی منگواتے رہتے ہیں کبھی کتاب بھی منگوایا کریں۔

ارواح ثلاثہ یہ کتاب لکھی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے، حکایت نمبر 21 یہاں پر شاہ عبد العزیز صاحب کا قصہ ہے مولوی نصیر الدین کے ساتھ۔ قصے میں کیا ہے میں بیان نہیں کروں گا یہ خود پڑھنا۔

کہتے ہیں کہ ہمارے جو بزرگ ہیں وہ کبھی ایسی حرکت نہیں کرتے جس سے ظاہر ا یہ ثابت ہو کہ یہ کوئی بدکاری ہے یا کوئی غلط عمل ہے یا شریعت کے خلاف کوئی عمل ہے۔

اور دوسرا قصہ اسی کتاب میں حکایت نمبر قصہ نمبر 341۔ اور یہاں پر ایک شخص تھے شاہ ابو سعید گنگوہی، نظام الدین بلخی چشتی کی بیعت کے لیے گئے بلخ، انڈیا سے بلخ کی طرف گئے بیعت کے لیے۔ بہت لمبا قصہ ہے تین چار پیجز میں قصہ ہے تقریباً اور اس میں

ان کو کتوں کے ساتھ باندھا اور کتوں کے ساتھ انہیں کھانا دیتے تھے دو مہینے وہاں پر رکھا اس کے بعد ایک بھنگن کو یہ کہا کہ تم یہ جو گندگی اٹھا کر جاتی ہو (پچھلے زمانے میں حمام ایسے نہیں تھے جیسے آج گٹر سسٹم ہے یہ نہیں تھا) تو کچھ لوگ آتے جو گندگی کی صفائی کرتے اور وہ ٹوکرے میں گندگی لے کر جاتے، اس سے کہا کہ جب تم یہاں سے گزرو تو اس پر تھوڑی سی گندگی پھینک دینا چلتے چلتے، تو اس نے ایسا ہی کیا۔ یہ جو ابو سعید صاحب ہیں ناراض ہو گئے تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو آکر شیخ صاحب کو خبر دی (نظام الدین کو) کہ بھئی اس نے ایسا کہا ہے۔ اس نے کہا ابھی اس کو دیر ہے یعنی یہ پکا مرید نہیں بنا ابھی اس کو دیر ہے ابھی اس کی بیعت نہیں کرتے۔ تو وقت گزرتا گیا آہستہ آہستہ اس طریقے سے ایک مرتبہ جب کافی وقت گزر گیا ریاضت میں اور مجاہدے میں تو اس بھنگن کو یہ کہا کہ اب پورے کا پورا ٹوکرا سر پر ڈال دینا تو ابو سعید صاحب گزر رہے تھے تو اس عورت نے قریب آکر ایسے بہانے سے ٹھوکر لگی پورے کا پورا ٹوکرا...(آپ **Imagine** کریں پورے کا پورا ٹوکرا اس کے جسم کے اوپر!) اب اس نے کیا کیا؟ اس نے ٹوکرے کو رکھا اور گندگی اٹھا اٹھا کر اس بھنگن کا ساتھ دیا کہ تاکہ بیچ میں رکھوا سے کچھ نہیں کہا ناراض بھی نہیں ہوئے۔ جا کر جب یہ خبر دی تب انہوں نے کہا کہ اب یہ بیعت کے لائق ہو گیا۔

قصہ لمبا ہے بلکہ کتوں کے ساتھ بھی اسے مطلب باندھ کر بے چارا وہ گھسیٹتا گیا کافی دیر تک، بہر حال آپ یہ قصہ پڑھ سکتے ہیں، حکایت نمبر ہے 341۔

دوسری کتاب ہے (قصے اور بھی ہیں وقت کی کمی کی وجہ سے میں صرف ہنٹ دے رہا ہوں یہ سمجھ لیں آپ) تذکرۃ الرشید میں اور تذکرۃ الرشید جو کتاب ہے یہ سیرت ہے رشید احمد گنگوہی کی سوانح حیات ہے کہ کیسے زندگی گزاری تھی ان کی بائیو گرافی ہے اس میں۔ تو جلد 2 میں ضامن علی جلال آبادی ایک ایسے شخص تھے جن کے بارے میں بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ توحید میں غرق تھے اور ان کی کچھ سہارن پور کی رنڈیاں مرید تھیں تو ایک دن انہوں نے کہا کہ سب کو بلاؤ تو سب آئیں سوائے ایک کے نہیں آئی، ایک مریدنی نہیں آئی۔ تو پوچھا کیوں نہیں آئی؟ اس نے بلایا دوسرے دن وہ آئی تو وہ شرم کے مارے نہیں آرہی تھی کہ میں بدکاریاں کرتی ہوں اس بڑے پیر کے سامنے کیسے جاؤں گی! تو پیر صاحب فرماتے ہیں بی بی تم کیوں شرماتی ہو کرنے والا کون کرانے والا کون وہ تو وہ ہی ہے۔ یعنی بدکاریاں کون کرتا ہے کون کرواتا ہے سب اللہ ہی تو کر رہا ہے کون کر رہا ہے، وہ تو وہی ذات ہے۔ اور یہ عقیدۃ الجبر جیسا کہ آگے بیان کریں گے عقائد کے دروس میں یہ جبر کا عقیدہ ہے کہ انسان تو مجبور ہے بے چارا تم جو کرتی ہو سب اللہ تعالیٰ کروا رہا ہے تمہیں کیا پریشانی ہے۔

اور اس میں ایک دو میں اور بھی پڑھ کر سناتا ہوں کیونکہ ہمارے دیوبندی بھائی بھی ناراض نہ ہوں کہ بھئی ایک قصہ سنایا ہے بس ، یہ بھی ارواح ثلاثہ میں سے ہے چلو میں یہ بھی بیان کر دوں۔ یہاں پر ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں فرمایا(کہ کہنے کی بات تو نہیں لیکن تم سے کہتا ہوں کہ جب میں سجدہ کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے پیار کر لیا)۔ جب میں سجدہ کرتا ہوں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے پیار کر لیا۔لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

دوسری بات یہ فرمائی(کہ بھائی جنت کا مزا برحق، حوض کوثر کا مزا برحق مگر نماز میں جو مزا ہے کسی چیز میں نہیں)۔

ایک میں یہ فرمایا(کہ بھائی ہم تو قبر میں صرف نماز پڑھا کریں گے دعا ہے کہ ہمیں تو اللہ میاں قبر میں یہ اجازت دیں کہ بس نماز پڑھے جاؤ)۔ چوتھی بات میں کچھ شک ہے اسی جلسے میں فرمایا بعد کے جلسے میں بلکہ اسی میں بھی شک ہے کہ بلاواسطہ سنا ہے یا بواسطہ بہر حال اگر بواسطہ بھی سنا ہو گا تو کسی ثقہ راوی سے ہی سنا ہو گا۔یعنی شک نہ ہو کسی اور سے سننا ہمارے یہاں ثقہ ہے کیونکہ اس کی صحت کا مجھے اتنا وثوق ہے کہ بلاواسطہ سننے تک کا احتمال ہے۔ بہر حال چوتھی بات یہ فرمائی(کہ جب ہم جنت میں جائیں گے اور یہ ایسے (اب بریکٹ میں ہے)طور پر فرمایا کہ جیسے یقین ہو کہ جنت میں ضرور جائیں گے حق تعالیٰ سے ایسی قوی کوئی امید تھی کہ کچھ شک ہی نہ تھا اور حوریں آئیں گی (یعنی جب ہم جنت میں جائیں گے اور حوریں آئیں گی) تو ہم صاف صاف ان سے کہہ دیں گے کہ بی بی اگر قرآن سنانا ہو تو سناؤ ورنہ جاؤ اپنا راستہ لو اس قسم کی شان تھی ہمارے مولانا کی)۔

اب ہے تذکرۃ الرشید جلد نمبر 2 فرماتے ہیں ایک دوسرے بزرگ ہیں(ایک دن ارشاد فرمایا ایک بزرگ تھے عصر کی نماز میں ان کو دیر ہو گئی دوڑے ہوئے کنویں پر وضو کے لیے پانی لینے گئے کنویں کے اندر جب لوٹا یا ڈول جو ڈالا تو پانی کی جگہ چاندی سے بھرا ہوا نکلا اس بزرگ نے پھینک دیا اور جناب باری میں عرض کیا کہ مذاق نہ کرو مجھے تو نماز کو دیر ہوتی ہے، دوبارہ کنویں میں ڈالا تو سونے سے بھرا نکلا(پہلے چاندی تھی پھر سونا) اس کو زمین پر دے پٹکا اور عرض کیا مذاق نہ کرو مجھے تو نماز میں تاخیر ہو جاتی ہے اس وقت الہام ہوا کہ میں نے یہ معاملہ اس لیے کیا کہ لوگ تجھ کو حقیر نہ جانیں)۔

اس کے بعد ایک اور قصہ ہے بایزید بسطامی سے سوال کیا گیا کہ مرید کیسا ہونا چاہیے اور پیر کیسا ہونا چاہے؟ یہ میں پڑھوں گا نہیں یہ خود پڑھنا جلد نمبر 2 صفحہ نمبر بیان نہیں کرتا پھر آگے پیچھے ہو جائے گا اس میں 268 ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اچھا ایک اور بھی سن لیں (ایک فقیر تھا اگرچہ احکام شرع کا پابند تھا مگر شراب پیا کرتا تھا(فقیر تھا بزرگ تھا پیر تھا لیکن شراب پیتا تھا) اور شاید اس کی وجہ یہ ہو گی کہ اس نے اپنی جہالت سے یوں سمجھیں کہ حالت سکر میں طبیعت زیادہ لگتی ہے (یعنی جب نشے میں ہیں تو اللہ تعالیٰ سے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے جاہل تھا)۔ اس کا ایک مرید تھا محمد حنیف اس کا اب قصہ بیان کر رہے ہیں یعنی

داڑھی کی صفائی کرتا تھا آگے وہ بیان کرتے ہیں (ساری شریعت کا مردود انکار کرتا تھا مگر صاحب تصرف تھا (جانتے ہیں صاحب تصرف کیا تھا؟ صاحب تصرف کیا تصرف ؟ تصرف کسے کہتے ہیں؟ تصرف، تصوف نہیں تصرف) ان کے پاس کن فیکون تھا تصرف کرتا تھا)۔ پھر آگے تک وہ اس بات کو بیان کرتے ہیں۔

بس میرا خیال ہے اتنا کافی ہے تو کچھ غلط فہمیاں ہیں میں ان کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں، ان کے متعلق جو قواعد بیان کیے تھے چند غلط فہمیاں ہیں جتنا وقت ہے تھوڑا سا اس میں بیان کر لیتا ہوں۔

1۔ایک غلط فہمی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وسیلہ اور ذریعہ بنانے میں کیا حرج ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حق میں کسی کو اگر ہم وسیلہ بناتے ہیں کہ نبی کے طفیل یا نبی کے صدقے یا ولی کے صدقے آخر یہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اگر ان کو وسیلہ نہ بنائیں تو پھر کس کو بنائیں کیا کریں ہم کیا ذریعہ ہے؟ اور تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ یہ بھی جائز نہیں ہے یہ بدعت ہے تو ہم تو قرآن مجید کی آیت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ (المائدة:35)

(اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کوئی وسیلہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے ہاں)۔

تو ہم وسیلہ جب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کو بنایا تم لوگوں نے کہا یہ جائز نہیں ہے۔

اس کے جواب میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کو وسیلہ بنانے میں صرف حرج نہیں ہے بہت ہی بڑی مصیبتیں ہیں، دیکھتے ہیں کیا مصیبتیں ہیں:

1۔ یہی تو مشرکین مکہ کا طریقہ تھا جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی تھی۔ کیا طریقہ تھا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3) (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ان بتوں کی عبادت نہیں کرتے إِلَّا یہ کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں)۔ تو یہ مشرکین مکہ نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ تو ہمارا وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا انکار کیا اور یہ جان لیں جیسا پہلے بیان کیا تھا یہ بت جو تھے یہ صرف پتھر نہیں تھے معنی پتھر نہیں تھا سامنے تو پتھر تھا حقیقتاً وہ کوئی ولی تھا، کوئی اللہ تعالیٰ کا بزرگ نیک اور صالح شخص تھا۔ اگر یہ طریقہ صحیح ہوتا تو ان کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی جنگ نہ کرتے۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے اس قول کو اصل سے باطل قرار دیا ہے کہ کسی بزرگ یا کسی نبی کو وسیلہ بناؤ۔ وہ کیوں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ (البقرة:186) (جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم! تو ان کو واضح الفاظ میں کہہ دیجیے کہ میں تمہارے قریب ہوں)۔ اور جو قریب ہوتا ہے وہ دور نہیں ہوتا اور جو قریب ہوتا ہے اس کے وسیلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

3۔ ان لوگوں نے جب بتوں کو وسیلہ بنایا تو وسیلہ بناتے بناتے حد سے گزر گئے اور ان کی عبادت کرنا شروع کی۔ شروع وسیلے سے تھی End تھا شرک اکبر کا۔

4۔ تندرست عقل اس کی نفی کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کو حرام قرار دیا ہے اور حرام قرار دینے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو کبھی جائز اور مشروع قرار دے سکتا ہے؟ نہیں دے گا اللہ تعالیٰ کبھی۔ عقل صحیح اور قلب سلیم جو ہے وہ کبھی بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کو سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑا حرام قرار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ دعا اور پکار میرا حق ہے کسی اور کے لیے صرف کبھی نہ کرنا کسی اور کے لیے صرف کرو گے تو اس کا مطلب ہے تم نے شرک کیا پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک طرف سے تو شرک کی ممانعت کرے اور دوسری طرف یہ فرمائے کہ وسیلہ بناؤ یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیا کو پکارو؟ تو یہ بات بالکل درست نہیں ہے۔

5۔ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو ہر طرح سے کامل ہے، اس ربّ ذوالجلال کامل ذات سبحانہ و تعالیٰ کی تشبیہ کرتے ہیں اس ناقص اور کمزور ہر طریقے سے نقص ہے اس انسان کے ساتھ ظالم بادشاہ کے ساتھ۔ وہ کہتے ہیں دیکھیں ظالم بادشاہ ہے آپ پہنچ نہیں سکتے اس بادشاہ تک جب تک کہ کوئی وسیلہ کوئی ذریعہ نہ ہو تو آپ کو کوئی وسیلہ ملے گا تو آپ بادشاہ تک جائیں گے۔

یہی مثال دیتے ہیں ہمیشہ عام لوگوں کو بے چاروں کو گمراہ کرتے ہیں، تو یہ تو ظالم ہے انسان یہ جو بادشاہ ہے یہ تو ظالم ہے اس کو تو ضرورت ہے کہ کوئی بیچ میں آئے اور لوگوں کو میرے قریب کرے اور صرف ظلم وجہ نہیں ہے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہو سکتا ہے میں اس کو نہیں جانتا ہوں مجھے قتل کر دے کوئی سیکیورٹی تو ہونی چاہیے! تو ڈرتا ہے وہ یا ظلم ہے یا ڈر ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ ڈرتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے؟ تو یہ ساری کی ساری صفات نقص ہیں یہ انسان میں موجود ہیں ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ کو کس طریقے سے مشابہت دی اس ظالم اور کمزور انسان سے!

6۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں سنیں گے جب تک کوئی وسیلہ نہیں اختیار کریں گے اور صحیح حدیث میں آیا ہے حدیث قدسی میں صحیح بخاری میں "أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي" (میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں)۔ اچھا گمان ہے اچھا ملے گا بُرا گمان بُرا ملے گا یعنی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم کسی کو وسیلہ نہیں بنائیں گے تو ہماری دعا قبول نہیں

ہو گی اور ہماری مصیبتیں ٹلیں گی بھی نہیں تو یہ آپ کا گمان ہے تو ٹھیک ہے "أَنَا عِنْدَظَنِّ عَبْدِي بِي" یہ گمان کرتے ہو اپنے ربّ کے ساتھ ٹھیک ہے جاؤ زندگی ساری پکارتے رہو ان کو لیکن عطا میں کروں گا۔

ذرا غور تو کریں ایک ہندو کو دیکھیں جھکا ہوا ہے بیٹھا ہوا ہے گائے کے سامنے، گائے پیشاب کر رہی ہے گوبر کر رہی ہے کچھ بھی کر رہی ہے وہ بے چارا ہاتھ باندھ کر بیٹھا ہے اور مانگ رہا ہے۔ اسے کون دے رہا ہے وہ گائے دے رہی ہے؟ اس کا رزق، اس کو اولاد، جو جو اس کی مصیبتیں ہیں کون ٹال رہا ہے؟ اس کو رزق کون دے رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ دے رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہوتی اگر یہ شخص جب بھی گائے سے مانگے گا کوئی شخص ایک دفعہ گائے سے مانگے آسمان سے بجلی گرے گی وہ شخص مر گیا ختم بات ہو گئی، جو بت کو پکارے گا وہ مر جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نہیں ہے یہ استدراج ہے کہ تم گناہوں میں بڑھتے جاؤ میں تمہیں توفیق عطا کرتا جاؤں گا "أَنَا عِنْدَظَنِّ عَبْدِي بِي"۔ کیا گمان کرتے ہو کہ یہ گائے تمہیں رزق دیتی ہے یہ تمہارے نفع و نقصان کی مالک ہے؟ ٹھیک ہے تمہارا یہ گمان ہے تو جاؤ عطا میں ہی کروں گا رزق بھی میں دوں گا، مصیبتیں بھی میں ٹالوں گا لیکن زندگی ساری تم اسی گائے کو پکارتے پکارتے مر جاؤ گے۔

یہی ہم بات کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے بھی یہی بات کہتے ہیں بھئی تھوڑا غور و فکر کرو! جب آپ قبر کے سامنے بیٹھ کر پکارتے ہو اے غوث! میری مدد فرما، کون عطا کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! اگر آپ یہ نہ بھی کہیں اور اس دنیا سے بھوکے اور پیاسے چلے جائیں یا بھوک اور پیاس کی شدت سے مر جائیں یا بیماری اور مصیبت میں آپ کو موت آجائے اس کو برداشت کر لینا لیکن اس دنیا سے اس طرح سے نہ جانا کہ اللہ تم پر ناراض ہو، شرک اکبر کا ارتکاب کر کے کبھی اس دنیا سے نہ جانا یہ میری ایک بھائی کی نصیحت سمجھ لیں۔ اللہ کی قسم! جو شخص بھی شرک اکبر پر مر رہا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن رہا ہے ابو جہل ابو لہب، فرعون اور ہامان کے ساتھ۔ آخر یہی ہو گا ناں اگر کسی بزرگ کو نہیں پکارو گے دنیا ہی جائے گی کیا ہو گا؟! لوگ کیوں پکارتے ہیں؟ دنیا کے لیے پکارتے ہیں۔ بچہ امتحان میں کامیاب ہو جائے، مجھے اچھی نوکری مل جائے، مجھے اچھی بیوی مل جائے، مجھے اچھی نیک اور صالح اولاد مل جائے، اچھا گھر مل جائے، اس دنیا کو پانے کے لیے اپنے ربّ کو ناراض کر رہے ہو! اور ناراضگی عام بات پر نہیں شرک اکبر پر! ٹھیک ہے یہ سمجھ لو آپ کی بات جدالاً سن لیتے ہیں یہ سمجھ لو کہ ہم غلطی پر تھے کہ ہم لوگ جو مخالفین ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ بھئی یہ شرک ہے، سمجھو کہ چلو ہم غلطی پر تھے اور قیامت کے دن تم وہاں پر گئے ہم بھی وہاں پر گئے ہم نے کبھی شرک نہیں کیا کسی کو نہیں پکارا، اس دنیا میں ہم بھی زندہ ہیں آپ بھی زندہ ہیں آپ بھی مر جاؤ گے ہم بھی مر جائیں گے اور اپنے ربّ کے سامنے جائیں گے ہم میں کوئی نقص ہے؟ کوئی نقص نہیں ہے آپ بھی بچ گئے ہم بھی بچ گئے۔ لیکن اگر ہماری بات سچ

ثابت ہوا الحمد اللہ ہمیں یقین ہے سچ ہے اور حق ہے دلائل ہم بیان کر چکے ہیں ساری اور قیامت کے دن سامنا ہوا اللہ تعالیٰ کا بھئی تم نے کیوں نہیں پکارا کسی ولی کسی نبی کو؟ اللہ تعالیٰ آپ نے فرمایا تھا کہ میں قریب ہوں میں نے آپ کو ہی پکارا ہے۔ ہاں بھئی تم نے کیوں نہیں پکارا تھا؟ کیا کہے گا اللہ تعالیٰ تم دور تھے؟ اے اللہ تعالیٰ! کہ آپ نے فرمایا تھا وسیلہ اختیار کرو اس لیے ہم نے ان کو وسیلہ بنایا؟ یہ کس نے کہا کہ یہ وسیلہ ہیں؟ یہ کس نے کہا کہ نبی اور ولی کو پکارو؟ تمہیں کس نے کہا ہے؟ میرے فلاں بزرگ نے کہا تھا۔ فلاں بزرگ تمہارے لیے حجت ہے فلاں بزرگ آکر تمہیں اگر بچا سکتا ہے تو بچائے، بلاؤ۔

7۔ اللہ تعالیٰ کی قدر اور عظمت کی حق تلفی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ﴾ (الزمر:67) اگر واقعی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت اور طاقت یہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور جان لیں اور ان کو یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کتنی عظیم ذات ہے کتنی بلند ذات ہے تو میرا خیال کبھی بھی ان کو گمان بھی نہ ہو کہ وہ کبھی بھی کسی کو ذریعہ بنائیں اور وسیلہ اس طریقے سے بنائیں کسی بزرگ یا کسی پیر یا کسی نبی یا ولی یا فرشتے کو اپنے ربّ کا قرب حاصل کرنے کے لیے۔

8۔ اس میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہے اللہ تعالیٰ نے جس سے منع کیا ہے تم اس چیز پر عمل کرتے ہو۔

9۔ مشرکین مکہ سے مشابہت ہے اور کافروں کی مشابہت سے ہمیں منع کر دیا گیا ہے۔

10۔ "الوسیلة لها حکم الغایة" یعنی "الوسائل لها أحکام المقاصد" جو آپ کی نیت ہے کہ "میں اپنے ربّ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں" یہ آپ کا مقصد ہے اور جو ذریعہ آپ نے اختیار کیا وہ بھی شرعی ہونا چاہیے۔ یعنی میں اپنے ربّ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتا ہوں ذریعہ کیا ہے؟ نماز پڑھو، روزہ رکھو، اپنے ربّ کا قرب اور نزدیکی حاصل کرو۔

تو مقصد بھی اچھا ہے تو ذریعہ بھی اچھا ہونا چاہیے یا نہیں؟ یہ طریقہ ہے ناں قرآن اور سنت کا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، سلف صالحین کا یہی راستہ ہے۔ لیکن اگر مقصد اچھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ہے اور راستہ غلط ہے ذریعہ غلط ہے اور حرام ہے تو کبھی یہ فائدہ مند نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو نبی اور ولی کو پکار کر یا رسول اللہ! مدد، یا علی! مدد، اس طریقے سے اور کہتے ہو یہ وسیلہ ہے یہ پکار نہیں ہے تو یہ تو غلط فہمی ہے تمہاری یہ تو تم پکار رہے ہو یہ شرک اکبر ہے۔ اگر فلاں کے صدقے سے کہتے تو ہم یہ کہتے یہ بدعت ہے شرک نہیں ہے۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ! فلاں کے صدقے میرے دعا قبول فرما تو یہ بدعت ہے شرک اکبر نہیں ہے۔ لیکن جب آپ کا طریقہ ہی شرک والا یا بدعت والا ہے تو نزدیکی کیسے حاصل ہو گی؟! تو یہ پہلی غلط فہمی ہے۔

2۔دوسری وہ یہ کہتے ہیں،دیکھیں یارسول اللہ! مدد کہنا شرک نہیں ہے بلکہ وسیلہ ہے ہم تو یعنی جب یہ کہتے ہیں یارسول اللہ! مدد ہم انہیں وسیلہ بناتے ہیں ہم شرک نہیں کرتے۔تو اس کا جواب پہلے بھی بیان کر چکاہوں میں ابھی مختصر بیان کرتاہوں۔

1۔استغاثہ اور مدد طلب کرنے میں اور وسیلے میں فرق ہے یعنی مدد طلب کرنااور وسیلہ۔مدد براہ راست طلب کی جاتی ہے اور وسیلے میں ایک تیسری ذات کو بیچ میں لایاجاتاہے۔جب تم یہ کہتے ہو کہ یارسول اللہ! مدد کرناتو آپ براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکار رہے ہو یہاں پر وسیلہ نہیں ہے یہاں پر براہ است آپ مدد طلب کر رہے ہو اور اسے کہتے ہیں شرک ۔اورارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ﴾(الانفال:9) استغاثہ طلب کرنا مدد طلب کرنا عبادت ہے-﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ عبادت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صحیح ترمذی میں "الدُّعاءُ هُوَ العِبادَةُ"۔تو جب دعا عبادت ثابت ٹھہر چکی ہے کہ عبادت ہے تو کسی اور کے لیے صرف کرنا شرک اکبر ہے۔

2۔جس نے وسیلہ بنایااس وسیلے کو پکارا نہیں اور جس نے پکارااسے وسیلہ نہیں بنایابلکہ اسے معبود بنایا۔یعنی جو کسی کو وسیلہ بناتا ہے اسے پکارتاتو نہیں ہے،وہ یہ نہیں کہتا کہ تم میرے لیے فلاں کچھ کرو،وہ کہتاہے کہ فلاں سے میری یہ حاجت ہے تم سے نہیں ہے فلاں سے ہے تم تو بیچ میں صرف یہ پہنچادو بس۔اگر میں آپ کو پکارنا شروع کردوں تو اصل کو تو چھوڑ دیایعنی جس نے وسیلہ بنایاہے اس نے وسیلے کو پکارا نہیں اگر پکارتاتو وسیلہ نہیں ہوتاوہ براہ راست مدد ہوتی ہے اور جس نے پکاراہے براہ راست اس نے وسیلہ نہیں بنایا۔

3۔سلف الصالحین سے یہ الفاظ ثابت نہیں کہ کسی نے یہ کہاہو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یادیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور کسی سے بھی ثابت نہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یہ فرمایاہو کہ یارسول اللہ! مدد کرنا ہماری۔جنگیں تھیں،تکلیفیں تھیں،قحط آیاجتنی مصیبتیں تھیں یارسول اللہ! مدد کسی کے منہ پر نہیں تھا کسی کی زبان پر نہیں تھااگر یہ اس طریقے سے جائز ہوتاتو وہ سب سے آگے ہوتے اور آج ہم بھی اس پر عمل کرتے۔

4۔یہ عمل مشرکین قریش کا عین عمل ہے وہ یہ فرماتے ہیں﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ تو وہ پکارتے بت کو اے ہبل! کہتے یہ نہیں کہتے کہ اے اللہ تعالیٰ! ہبل کے صدقے یہ نہیں کہتے تھے وہ ہبل کو ڈائریکٹ پکارتے تھے لیکن کہتے تھے کہ ہم ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ دیکھیں خود کہہ رہے ہیں کہ ہم عبادت ہم ان کی نہیں کرتے لیکن ان کو وسیلہ بناتے ہیں۔

3۔تیسری غلط فہمی ہم جب یہ کہتے ہیں کہ یارسول اللہ! مدد ہمارا مطلب یہ ہوتاہے کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے اور یہ مجازاًہم یارسول اللہ! کہتے ہیں۔مجازاً! جیسا کہ عربی زبان میں ایک کہاوت ہے ''أنبت المطر العشب''(بارش نے زمین کو زرخیز کیایابارش نے

پودوں کو اگایا) ایک عبارت ہے عربی زبان میں۔ اگر بارش زمین کو زرخیز کر سکتی ہے تو کیا سمجھتے ہیں کہنے والے کو یہ پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو زرخیز کرتا ہے یا بارش کرتی ہے ؟! تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے لیکن عربی کی ایک کہاوت ہے کہ بارش نے زمین کو زرخیز کر دیا، یہ مجاز ہے ہم بھی اسی مجاز پر کہتے ہیں یا رسول اللہ ! مدد۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں ؟ !

اس کا جواب:

1۔ یہ جہل مرکب ہے۔ جانتے ہیں جہل مرکب کیا ہے ؟ علم کے لحاظ سے پانچ الفاظ ہیں علم ہے، جہل بسیط ہے، جہل مرکب ہے، شک ہے، ظن ہے۔ علم ہے "إدراك الشيء على ما هو عليه إدراكاً جازماً" کسی چیز کو یقین کے ساتھ اس کی صحیح صورت میں اس کو جاننا۔

یہ کیا ہے ؟ یہ ایک قلم ہے یہ علم ہے، یقین ہے یہ قلم ہے اور واقعی یہ ہے قلم۔ میں نے بھائی سے پوچھا یہ کیا ہے ؟ تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ یہ ہے جہل بسیط، نہیں جانتا میں جہل بسیط ہے۔ میں نے کسی اور بھائی سے پوچھا یہاں پر موجود نہیں ہیں یہ کیا ہے ؟ کہتا ہے یہ عینک ہے، یہ جہل مرکب ہے۔

جہل بسیط کیا ہے ؟ "عدم الإدراك بالكلية" جانتا نہیں ہے۔ جہل مرکب (کسی چیز کو غلط جاننا)۔ یہ کیا ہے ؟ یہ عینک ہے۔ یہ جہل مرکب ہے۔ اب جہل بسیط والے کو میں کہوں گا یہ پین ہے تو سمجھ جائے گا اور بچوں میں جہل بسیط ہوتا ہے۔ بچہ نہیں جانتا یہ کیا ہے چھوٹی عمر میں، کہتا ہے یہ کیا ہے ؟ سمجھ لیتا ہے ایک دفعہ سمجھ آجائے یہ پین ہے تو پھر کبھی بھولتا نہیں ہے وہ۔

جو بڑے ہوتے ہیں ان میں جہل مرکب ہوتا ہے۔ یہ جو کہتے ہیں یہ کیا ہے ؟ ایک نے کہا مجھے پتا نہیں ہے، ایک نے کہا یہ عینک ہے ۔ اب عینک والے کو جس نے کہا یہ عینک ہے پہلے تو میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ عینک نہیں ہے، جب یہ ثابت کر لوں گا پھر میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ پین ہے تو یہاں پر ڈبل محنت کی ضرورت ہے اسے کہتے ہیں جہل مرکب۔

ایک اور صورت ہے شک کی، ایک تیسرے شخص نے کہا، میں نے کہا یہ کیا ہے ؟ کہتا ہے مجھے شک ہے یہ پین ہے۔ چوتھے نے کہا مجھے شک ہے یہ عینک ہے۔ جس نے کہا مجھے شک ہے یہ پین ہے اب وہ علم اور جہل بسیط کے درمیان میں ہے تو میں صرف یہ کہوں گا اسے یہ واقعی پین ہے تو یہاں پر آپ کا شک دور ہو جائے گا۔ جو شخص کہتا ہے میرا خیال ہے کہ یہ عینک ہے یقین نہیں ہے تو اس کو ظن ہے۔

ٹھیک ہے ناں تو یہ درجے ہیں مختلف اس طریقے سے تو یہ ان کو جہل مرکب ہوا ہے۔ کیسے جہل مرکب ہوا ہے ؟ اگر یہ واقعی صحیح ہوتا اس طریقے سے جیسا آپ نے فرمایا ہے کہ یا رسول اللہ ! مدد اور بارش نے پودوں کو زرخیز کیا، دونوں اگر برابر ہوتیں تو لوگ

یوں بھی کہتے اے ہوا! بارش عطا فرما۔ بادل کیسے بنتے ہیں؟ بارش کیسے بنتے ہیں؟ بارش کیسے آتی ہے؟ بارش بادلوں سے آتی ہے اور بادل جو ہیں ہواؤں سے بنتے ہیں کہ نہیں؟ تو لوگ یوں کہتے کہ اے ہوا! بارش برسا۔ اور یہ کوئی نہیں کہتا یہ تم بھی نہیں کہتے وہ بھی نہیں کہتے۔ کیوں نہیں کہتے؟ ان کو پتہ ہے بارش اللہ تعالیٰ برساتا ہے اگر یہ کہہ دیں کہ اے ہوا! بارش برسا، کہیں گے نہیں یہ تو جائز نہیں ہے کہنا۔ یہاں پر مجاز کیوں استعمال نہیں ہوتا؟

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو موکل کیا ہے بارش کے لیے۔ کون؟ سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام۔ اب یہ فرشتہ موکل ہے اجازت اللہ تعالیٰ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد بارش ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام جانتے ہیں سارے انبیاء اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی جانتے ہیں کہ یہ فرشتہ جو ہے موکل ہے۔ کسی سے کبھی آپ نے سنا ہے کہ اے میکائیل! بارش برسا یا اے میکائیل بارش عطا فرما؟ نہیں۔ کیوں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں موکل بنایا ہے لیکن مانگنا اللہ تعالیٰ سے ہے کسی اور سے نہیں۔ کیوں؟ غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے یہ واضح بات ہے۔

3۔ یاد رکھیں اصل میں کلام ہمیشہ حقیقت پر ہی سمجھا جاتا ہے مجاز میں اس وقت جاتے ہیں جب حقیقت متعذر ہو جائے اور ناممکن ہو۔ یعنی ایک شخص کہتا ہے خالد شیر ہے۔ تو آپ کیا سمجھتے ہیں خالد وہ جانور ہے جو جنگل میں رہتا ہے یا خالد بہادر ہے شیر کی طرح؟ تو یہاں پر مجاز کا استعمال کیا ہے یہ مجاز ہے اور مجاز اس وقت کیا جاتا ہے جب حقیقت متعذر ہو۔ اب یہ متعذر ہے کہ خالد جنگل میں رہتا ہے کیا خالد وہ جانور ہے جو گوشت نوچتا ہے گوشت کھاتا ہے اور جنگل میں رہتا ہے؟ نہیں خالد ایک انسان ہے ایک شخص ہے لیکن اتنا بہادر ہے کہ وہ شیر کی طرح بہادر ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ یہاں پر حقیقت متعذر ہے تو ہم نے مجاز کہا تو جب بھی ہمیں حقیقت متعذر ہو ناممکن ہو پھر ہم مجاز کی طرف آتے ہیں۔

یہاں پر آپ کی کون سی حقیقت متعذر ہے جو آپ مجاز کی طرف جا رہے ہیں؟ یا رسول اللہ! مدد حقیقت ہی ہے مجاز کہاں ہے اس میں، متعذر ہے کہیں؟ کہ آپ پکارتے نبی کو ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اے نبی! میری مدد فرما۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ اور غیر اللہ کو پکارنا حقیقت ہے کہ شرک ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یا رسول اللہ! یا غوث! میری مدد فرما تو اس نے شرک کیا اور یہاں پر حقیقت شرعیہ موجود ہے اور جب حقیقت شرعیہ موجود ہوتی ہے تو پھر مجاز بیچ میں آ ہی نہیں سکتا کبھی مجاز کا کوئی عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے شرک سے منع فرمایا ہے اور یہ الفاظ شرکیہ الفاظ ہیں اس لیے یہاں پر یہ آپ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جو ہے مجاز پر ہم نے استعمال کیا۔

5۔(اللہ اکبر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن مجید میں کہ انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اولیاء بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زندہ کو پکارنا تو شرک نہیں ہے ہم تو زندہ کو پکارتے ہیں جو زندہ ہیں ان کو پکارتے ہیں۔

جواب:

1۔ بھئی آپ لوگوں نے دو ایسی چیزوں کو برابر کر دیا جس کی برابری کی نفی اللہ تعالیٰ نے بیان کی قرآن مجید میں ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَآءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ﴾(فاطر:22)(اور زندہ اور مردہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے)۔

2۔ہر عقل والا جانتا ہے کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک تو شریعت نے بیان کر دیا کہ برابر نہیں، ہر عقل سلیم عام عقل نہیں، عقل سلیم اور قلب سلیم والا جانتا ہے کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے۔ دنیاوی اور برزخی زندگی میں فرق ہے، جتنی بھی آیات آپ سمجھتے ہو کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور صدیقین، شہداء اور صالحین سب زندہ ہیں یہ برزخی زندگی ہے دنیاوی زندگی نہیں ہے اور دونوں میں فرق ہے اور اس کو سمجھنے کے لیے ایک آسان چیز سمجھ لیں میں آپ کو ابھی بیان کرتا ہوں۔ انسان کی تخلیق پانچ مراحل میں ہوئی، یہ جو انسان ہے بنی آدم پانچ مراحل میں اور ان سب مراحل کی قرآن مجید میں دلیل ہے:

پہلا مرحلہ ہے عدم کا کہ انسان اپنے ماں باپ کی پیٹھ کے اندر تھا ایک خلیے کی شکل میں اور اس وقت سے انسان موجود ہے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا اس وقت سے یہ پوری کی پوری بشریت موجود ہے لیکن اپنے باپ داداؤں کے خون کے اندر جسم کے اندر موجود تھے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو یہ انسان دنیا میں آتا ہے اگر حکم نہیں تو انسان نہیں آتا۔ تو پہلا مرحلہ ہے عدم کا اور سورۃ الدھر میں (سورۃ الانسان) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا﴾(الدھر:1)

(کیا ایسا وقت انسان پر نہیں آیا جب اس کا کوئی ذکر بھی نہیں تھا)

تو انسان بھی ہے لیکن موجود بھی نہیں ہے یہ عدم کا مرحلہ ہے۔

نمبر دو مرحلہ ہوتا ہے ماں کے پیٹ کا مرحلہ جب ماں اور باپ کے خلیے ملتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بچہ ماں کے پیٹ کے اندر ٹھہر جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں ماں کے پیٹ کے اندر والی زندگی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں سورۃ الزمر میں کہ ہم بچے کو پیدا کرتے ہیں ماں کے پیٹ کے اندر ﴿ظُلُمَٰتٍ ثَلَٰثٍ﴾ (الزمر:6)(تین اندھیروں میں ہم اس بچے کی تخلیق کرتے ہیں ماں کے پیٹ کے اندر)۔ یہ مرحلہ جو ہے اسے کہتے ہیں "مرحلة بطن أمه" ماں کے پیٹ کے اندر اور یہ پہلے مرحلے سے بالکل مختلف ہے۔

پہلے تو انسان معدوم تھا عدم تھا اب موجود ہے لیکن ماں کے پیٹ کے اندر ہے تو پہلے کے مرحلے میں اور دوسرے میں فرق ہے، پہلے موجود تھا اب بھی موجود ہے لیکن دونوں میں فرق ہے وجود میں فرق ہے۔اور بچہ ماں کے پیٹ کے اندر عرش پر بیٹھا ہے عرش پر،،بچہ ماں کے پیٹ کے اندر عرش پر ہے دنیا کا کوئی بادشاہ بھی ایسی زندگی نہیں گزار سکتا جو ایک بچہ اپنی ماں کے پیٹ کے اندر گزارتا ہے کوئی بھی نہیں۔

دنیا کے بادشاہ کو آپ دیکھیں اس کو کھانے کے لیے اپنے ہاتھ اٹھانے پڑتے ہیں کہ نہیں ؟اچھا اس کو کوئی شخص اور کھلا دے چبائے گا کون ؟اچھا چبانے والے بھی آجائیں نگلے گا کون ؟ ہضم کون کرے گا؟ ماں کے پیٹ کے اندر بچے کو اللہ تعالیٰ نے وہ عزت بخشی ہے کہ وہ کھاتا ہے پیتا ہے اور گندگی خارج کرتا ہے ایک پلک بھی نہیں جھپکتی اس کی، سارا خون کے ذریعے ہو رہا ہے۔علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ جب یہ منظر بیان کرتے ہیں بڑے پیارے انداز سے کہ عرش پر بیٹھا ہے، الٹا ہے، اس کا منہ جو ہے پیچھے کمر کی طرف ہے تاکہ دنیا کی اور پیٹ کی ہولناکیاں نہ دیکھے، ایک طرف تکیے میں جگر ہے ماں کا دوسری طرف تلی ہے ماں کی ایسے تخت پر بیٹھا ہے اس کی ساری کی ساری خواہشات (کیا خواہش ہے بچے کی کھانا پینا زندہ رہنا کہ نہیں؟ کھانا پینا آکسیجن ہے) پوری ہو رہی ہیں اور گندگی بھی خارج ہو رہی ہے اس کو پتہ بھی نہیں ہے۔

تیسرا مرحلہ ہے پیدا ہونے کے بعد کا مرحلہ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے دنیا میں آتا ہے۔اس کی دلیل یہ انسان جو موجود ہے ہمارے سامنے یہ تیسرا مرحلہ ہے جس کے لیے یہ ساری شریعت نازل ہوئی یہ مکلف انسان۔یہ پورا قرآن اور اور احادیث یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ انسان مکلف کے لیے اتری ہے جو اس دنیا میں رہتا ہے۔اور یہ مرحلہ تیسرا جو ہے پہلے دوسرے سے مختلف ہے یہاں پر اس انسان کو آکسیجن کی ضرورت ہے۔اس لیے بچہ جب پیدا ہوتا ہے سب سے پہلے کیا کرتا ہے ؟ چیخ مارتا ہے روتا ہے۔جانتے ہیں کیوں روتا ہے میڈیکل لحاظ سے جانتے ہیں؟ سانس لینے کے لیے، راستہ بند ہے اس کا چیخ مارتا ہے جو بھی رکاوٹ ہے صاف ہو جاتی ہے اور سانس لینے کے لیے وہ چیخ مارتا ہے جب صاف ہو گیا راستہ اور آکسیجن نے جانا شروع کر دیا تو اس کو زندگی مل گئی۔اگر اس کو واپس ماں کے پیٹ کے اندر کر دیا جائے وہ بچے گا؟ اسی بچے کو اٹھا کر پانی کے اندر ڈال دو بچے گا؟ کیوں ابھی تو پانی کے اندر تھا ماں کے پیٹ کے اندر ابھی کیوں مر جائے گا؟ اب یہ وہ نہیں ہے ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ﴾(المؤمنون:14) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب یہ اور مخلوق ہو گیا۔یہ وہ نہیں تھا جو ماں کے پیٹ کے اندر تھا اب زمین پر آگیا دنیا میں آگیا اب اس کا تیسرا مرحلہ ہے جو دوسرے کی طرح نہیں بالکل مختلف ہے اور یہ مرحلہ ختم ہوتا ہے موت کے ساتھ۔

اچھا اس دنیا کے مرحلے میں ہم آکسیجن لیتے ہیں ماں کے پیٹ کے اندر اگر بچہ آکسیجن لے لے پتہ ہے آپ کو؟ ماں کے پیٹ کے اندر بچہ ہے اگر آکسیجن مل جائے گیس والی جیسے ہم لیتے ہیں بچہ مر جائے گا۔یعنی وہ مرحلہ بالکل different ہے انسان یہی ہے لیکن مرحلہ بالکل مختلف ہے دونوں برابر ہو نہیں سکتے۔اگر آج آپ نے یہ سمجھ لیا تو برزخی زندگی آپ ہمیشہ کبھی بھولیں گے نہیں۔

چوتھا مرحلہ ہے برزخی زندگی کا، برزخی زندگی دنیا کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ بندہ قبر میں جاتا ہے اٹھ کر بیٹھتا ہے اور چلنے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے بس اور کچھ نہیں سنتا۔دلیل اس کی ہے کسی اور کی دلیل نہیں ہے دنیا کی زندگی کی طرح نہیں کہہ سکتے ہم۔ان کے سوال ہوتے ہیں جواب ہوتے ہیں قبر کھولتے ہیں کچھ بھی نہیں اس میں لیکن اس کو عذاب بھی مل رہا ہے اس کو ثواب بھی مل رہا ہے۔توالغرض برزخی زندگی دنیا سے بالکل ہٹ کر ہے اور different ہے ایک جیسی ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر تم لوگ یہ کہتے ہو کہ دونوں برابر ہیں پھر تمہیں یہ بھی کہنا چاہیے کہ یہ زندگی اور ماں کے پیٹ کی زندگی برابر ہے، جب یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتیں تو یہ دونوں بھی برابر نہیں سکتیں۔

اور پانچواں مرحلہ ہے آخرت کا مرحلہ، جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو قبروں سے لوگ نکلیں گے تو برزخی زندگی ختم اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی زندگی شروع اور آخرت کی زندگی برزخی سے بالکل different ہے بالکل الگ ہے یکسانیت ہے ہی نہیں۔
جب یہ پانچ مراحل بالکل مختلف ہیں سارے تو ان دونوں کو تم نے کیسے یکساں بنادیا کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام زندہ ہیں لیکن دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں؟! نہ شریعت نے اس کا اقرار کیا، نہ عقل اس کا اقرار کرتی ہے، اور نہ علماء اس کا اقرار کرتے ہیں، نہ سائنس اس کا اقرار کرتی ہے تم لوگ کیسے اس کا اقرار کرتے ہو یعنی کہاں سے تمہیں یہ سوچ آئی؟! صرف قرآن مجید کی ایک آیت پڑھ کر دو آیتیں پڑھ کر کہ زندہ ہیں! بھئی ہم بھی کہتے ہیں وہ زندہ ہیں لیکن کون سی زندگی میں زندہ ہیں؟ برزخی زندگی میں زندہ ہیں۔تو اس لیے یہ خلط ملط بالکل درست نہیں ہے۔

4۔ تم تو دور سے بھی انہیں پکارتے ہو۔اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں یعنی ہم کمرے میں بیٹھے ہیں دروازے کے باہر بندہ آکر پکارے تو ہم سن لیں گے لیکن ایک شخص نیچے پارکنگ سے پکار رہا ہے ہم سنیں گے؟اچھا ایک شخص مکہ سے پکار رہا ہے سن سکتے ہیں؟ اور جتنا دور ہوتا جائے گا اتنا ہی ہماری قوت سماعت کم ہوتی جاتی ہے۔ تو جب تم یہ کہتے ہو کہ دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں تو پھر آپ کو یہ کرنا چاہیے تھا کہ بالکل قبر کے قریب جاکر بولتے یا کوئی راستہ یا کوئی کھڑکی بناتے وہاں سے آپ کلام

کرتے بات کرتے کیونکہ مٹی بالکل ہر جگہ سے بند ہے کیسے آپ ان سے گفتگو کر سکتے ہیں ! بلکہ تم تو یہ کرتے ہو کہ دور سے پکارتے ہوانہیں اور یہ کہتے ہو کہ دنیاوی زندگی ہے تواس کو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی، عقل سلیم۔

5۔ تم تو ان سے ہر چیز میں استغاثہ کرتے ہو ربوبیت کی صفات بھی دے دیں۔ یعنی صرف یہ نہیں کہ تم ان سے مدد مانگتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ یہ زندہ ہیں بلکہ تم نے ان کو ربوبیت کی صفات بھی دے دیں۔ مشکل کشائی، حاجت روائی، سب کچھ ان کو دے دیں۔

ایک آخری بات ہے اور یہ پرسنل میرے ساتھ واقعہ ہوا ہے، تین ہیں میں ایک بیان کر دیتا ہوں۔ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے اور عوام الناس کو اس میں کافی الجھاتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہ کہتے ہو ہم جب یہ کہتے ہیں یارسول اللہ ! مدد، اے علی ! مشکل کشا، اے غوث ! ہماری مدد فرما کہ ہم نے شرک کیا تو ہم نے شرک نہیں کیا ہمارا یہ عقیدہ ہے یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے خالق، مالک، رازق، اللہ تعالیٰ ہی نفع نقصان کا مالک ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی قدرات اور طاقتیں اپنے کچھ بندوں کو عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے ذاتی طور پر اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام خالق ہے عطائی طور پر، سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں خالق عطائی طور پر اور اللہ تعالیٰ خالق ہے ذاتی طور پر یعنی اگر سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ یہ طاقت نہ دیتا کہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کریں تو سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کبھی پیدا نہ کر سکتا جب اللہ تعالیٰ نے طاقت دے دی ہے ان کو تو اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر خالق ہے اور سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام عطائی طور پر خالق ہے تو جب ان کے پاس خلق موجود ہے ہم یہ پکارتے ہیں کہ اے جبریل ! یا اے عیسیٰ ! یا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نیک اور صالح بیٹا عطا فرما تو پھر ہم وہ چیز اس نبی سے لیتے ہیں یا پکارتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہے اس چیز کا مالک ہے وہ جب اس کا مالک ہے تو کیوں نہ ہم ان سے مانگیں ؟ ! اور آپ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سب سے بہترین نبی کون ہے ؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسل وسلم ہیں۔ اگر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام مردے کو زندہ کر سکتے ہیں اور اگر سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کر سکتے ہیں تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مردے کو زندہ نہیں کر سکتے یا اولاد پیدا نہیں کر سکتے ؟ ! جب سب سے افضل ہیں تو کر سکتے ہیں۔

اس کی دلیل میں وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم میں فرمایا ہے سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی ﴿لِأَهَبَ لَكِ غُلَٰمًا زَكِيًّا﴾(مریم :19) (کہ میں آیا ہوں تمہیں زکی اور پاک اور نیک بیٹا دینے کے لیے)۔ تو سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے بیٹا عطا فرمایا۔

تو آیئے دیکھتے ہیں اس شبہے کے رد میں کیا بات ہے۔

1۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دین کے بنیادی علم میں سے ایک بنیادی علم ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے لیے خاص کیے ہیں یہ حق جو ہے کسی اور کو دینا شرک ہے اور کفر ہے یہ ہر مسلمان کو آنا چاہئے اور دین کے بنیادی علم میں سے ہے اسے کہتے ہیں "من المعلوم من الدين بالضرورة"۔ اور ان حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد، خالق، مالک، رازق ہے۔ پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، رزق دینے والا بھی تدبیر کرنے والا بھی اور یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، عبادت بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، اسماء والصفات بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔

2۔ قرآن مجید کی آیات دو قسم کی ہیں جیسے سورۃ آل عمران آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اتارا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو قسم کی آیات ہیں ایک تو محکم آیات ہیں اور ایک متشابہ آیات ہیں، محکم وہ آیات ہیں جو پختہ آیات ہیں جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ہر حال میں اور متشابہ وہ آیات ہیں جن میں ایک معنی سے زیادہ معنی حاصل ہو سکتے ہیں تو جب ایک سے زیادہ معنی ہوں اور مسئلہ آپ کو صاف سمجھ میں نہ آرہا ہو تو رجوع کریں محکم آیات کی طرف اور یہ آپ کا خدشہ بھی دور ہو جاتا ہے اس طریقے سے۔

3۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت کی نشانی ہے اتباع، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:31)۔ اور ہم یہ سب جانتے ہیں کہ سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب سے بہترین جو طریقہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے اس میں کوئی بھی اختلاف نہیں کرتا اور سب سے بہترین راستہ سلف الصالحین کا راستہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر چلتے رہے زندگی ساری اس راستے پر گزاری۔

تو یہ تھا رد، عام رد اب خاص رد پر آتے ہیں ایک ہی چیز کو الگ الگ بیان کر کے کیونکہ جو آیات یہاں پر بیان کی ہیں متشابہ ہیں ان کو رد کریں محکم کی طرف۔ تو آیئے دیکھتے ہیں یہاں پر اب خاص رد کیا ہے:

1۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام میں سے کسی سے ثابت نہیں کہ کسی نے یہ کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر خالق ہے اور سیدنا جبریل یا سیدنا عیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام عطائی طور پر خالق ہیں کسی سے ثابت نہیں کسی ضعیف حدیث میں بھی نہیں ہے کسی چیز میں بھی نہیں ہے۔ تو جب انہوں نے خاموشی اختیار کی تو ہمیں بھی خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

2۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی مصیبت میں پڑتے ان کی زندگی میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آتے اور کیا فرماتے کیا کہتے ؟" يَا رَسُولَ اللَّهِ!ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَشْفِيَنِي" (کہ اللہ تعالیٰ سے دعا

کردیں کہ مجھے شفاء حاصل ہو جائے یا میری مصیبت ٹل جائے)۔ لیکن انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ عطا کیا ہے آپ بھی رزق دیتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے رزق عطا فرمائیں۔ حالانکہ یہ دیکھا جائے ایک زندہ شخص آپ کے سامنے ہے آپ اس سے مدد حاصل کر سکتے ہو لیکن توحید ان کی اتنی کامیاب تھی اور اتنی پختہ تھی کہ انہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی کبھی ایسے لفظ استعمال نہیں کیے بلکہ انہوں نے ہمیشہ کہا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اور صحیح بخاری کا قصہ میں نے بیان کیا تھا جب قحط آیا تھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مشہور قصہ ہے۔

3۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوق میں سے اپنے بعض بندوں کو کچھ طاقت دے دی ہے تو کیا مجھے یہ بتائیں کسی ولی کے لیے جائز ہے کہ اس طاقت کو یا اس کرامت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرے اور لوگوں کے دل اپنے طرف مائل کرے؟ یہ حکمت نہیں ہے:

1۔ ایک اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کرامت بھی عطا فرماتا ہے تو اس کا یہ حق نہیں بنتا کہ وہ لوگوں کو یہ کرامات دکھا دکھا کر اپنی جگہ ان کے دلوں میں بنادے پھر لوگ اس کے متبع ہو جائیں اور وہ اندھی تقلید کرنا شروع کر دیں اپنے ربّ کو بھول جائیں یعنی جو کچھ یہ کرے گا ہمارے لیے صرف یہی کافی ہے جیسے لوگوں نے کیا بھی۔

2۔ اس کی دلیل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اولیاء کو بھی یہ طاقت عطا فرمائی ہے؟ یعنی قرآن مجید تو چلو دلیل ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی کہ مردے کو زندہ کرو اور سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہو جائے یہ دلیل قرآن سے ہمیں ملی ہے۔ آپ کو کس نے کہا کہ آپ کا جو غوث ہے یہ بھی اولاد عطا فرماتا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور جس چیز کی دلیل نہیں ہوتی وہ بات بے بنیاد ہوتی ہے۔

نمبر دو اس میں کہ جس ربّ نے اس کو یہ طاقت عطا فرمائی اس ربّ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن:18) اگر طاقت بھی ان کو کوئی دی ہے اللہ تعالیٰ نے لیکن ہمیں تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی اور کو نہ پکارنا پکارنا صرف مجھے۔ یہ ہم جدلاً کہہ رہے ہیں اگر یہ بات آپ کی سچی ہے پھر بھی آپ ان کو پکار نہیں سکتے کسی صورت میں۔

اور اس کی دلیل بھی کیا ہے یہ طاقت ان کے پاس ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے مثال کے طور پر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ طاقت دی کہ مردے کو زندہ کرو کیا یہ طاقت ان کے پاس ہمیشہ تھی اور جس کو چاہتے زندہ کر دیتے؟ ہر گز نہیں۔

آپ جانتے ہیں آج کل کی تحریف شدہ بائبل جو موجود ہے اس میں بھی صرف تین واقعات ہیں جو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے مردے کو زندہ کیا صرف تین۔ اتنے عرصے میں صرف تین، باقی کیوں نہیں کتنے لوگ مرے ہوں گے! ہزاروں لاکھوں لوگ مرے ہیں صرف تین کیوں؟! اگر یہ طاقت ان کے ہمیشہ تھی تو ہمیشہ استعمال کرتے!

اسی طریقے سے اگر یہ سمجھتے ہو کہ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے سیدنا عیسیٰ علیہ سلام کو پیدا کیا تو پھر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ اور کتنی مخلوق کو پیدا کیا کوئی بتا سکتا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔

تو یہ کس نے کہا یہ تو ان کی دلیل موجود ہے قرآن مجید میں اس کی دلیل بھی میں بیان کرتا ہوں کہ غلط فہمی ہوئی ہے نہ تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی مرضی سے عطائی طور پر یہ کیا اور نہ ہی سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا یہ آگے بیان کرتا ہوں میں لیکن ابھی ہم نے جدلاً ! آپ کی بات مان لی ہے جدلاً۔

تو اس کی دلیل بھی نہیں کہ وہ مالک ہیں اور اس کی دلیل بھی نہیں ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے یہ طاقت۔

اب آتے ہیں سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام کہ آیت کریمہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾۔ مجھے یہ بتائیں اس آیت کو شروع سے کیوں نہیں پڑھتے ہو ہمیشہ ادھوری کیوں پڑھتے ہو؟ آیت میں شروع کے الفاظ یہ ہیں ﴿اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾۔ ﴿اِنَّمَآ﴾ حصر کے لیے صرف اور صرف ﴿اَنَا﴾ (میں) ﴿رَسُوْلُ رَبِّكِ﴾ (تیرے ربّ کا بھیجا ہوا رسول ہوں)۔ کیوں آیا ہوں؟ ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام دیا ہے رسول پیغمبر ہوتے ہیں کہ نہیں؟ کیا پیغام تھا؟ کلمہ تھا کن فیکون کا۔ وہ پیغام لے کر آیا ہوں اور اس پیغام میں ہے کہ میں تجھے بیٹا عطا فرماؤں میں تجھے بیٹا عطا کروں۔ تو بیٹا عطا کرنے والا سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام ہے یا اللہ تعالیٰ ہے کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہیں، سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام تو صرف پیغام لے کر آئے ہیں اور جو پیغام لے کر آتا ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا وہ اس پیغام کو امانت کے ساتھ پہنچا دیتا ہے۔ ﴿فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا﴾ (التحریم:12) بس پھونک ماری اور وہ کلمہ جو لے کر آئے وہ سیدہ مریم علیہا الصلوۃ والسلام اندر ٹھہر گیا اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا حمل ٹھہر گیا اور ان کی ولادت ہوئی۔ تو اصل میں سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی خلق کیا ہی نہیں نہ ان کی طرف کسی نے خلق منسوب کیا ہے آپ لوگوں کو یہاں پر بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں نہیں یہ ایسا ہی ہے۔ اچھا پھر ہم یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں سورۃ التحریم کی آخری آیت میں ﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا﴾ (التحریم:12) یہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم

نے خود نفخ کیا یعنی پیدا ہم نے خود کیا اب سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام کہاں ہیں؟ تو وہ بھی قرآن کی آیت ہے یہ بھی قرآن کی آیت ہے۔

اس لیے ہم کہتے ہیں جو متشابہ ہے محکم کی طرف رد کر دو کہ پیدا کرنے کی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے یہاں پر آپ کو خدشہ بھی ہو رہا ہے تو یہ متشابہ آیت ہے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ متشابہ آیات بھی ہیں محکم آیات بھی ہیں تو اس آیت کو وہاں پر لوٹا کر ان کو ختم کر دو اس غلط فہمی کو ختم کر دو۔ کہتے نہیں پھر بھی ہم اس بات کو نہیں مانتے ہم یہی کہتے ہیں اسی میں دیکھیں کہتے ہیں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی تو پیدا کیا ہے۔

پہلے یہ سمجھ لیں کے سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے پیدا نہیں کیا ہے یہ سمجھ لیں اگر یہ سمجھ لیں تو آگے پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے یہ عمل کیا اللہ کی اجازت سے کیا یعنی عطائی طور پر جیسا تم سمجھتے ہو کہ عطائی طور پر مالک ہو گئے خلق کے یہ بالکل غلط فہمی ہے اور اس کی دلیل میں آپ دیکھیں کہ سورۃ آل عمران میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان پر یعنی اس کے بعد والی آیت میں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے مردے کو زندہ کیا ہے: ﴿قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران:49)

(یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت لے کر آیا ہوں)

اسی آیت میں ہے یہ آیت لے کر آیا ہوں اچھا وہ کہتے ہیں نہیں ہم اس کو نہیں مانتے۔ پھر بھی نہیں مانتے یہ آیت کیا تھی؟ یہ معجزہ تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں نے خود نہیں پیدا کیا۔ کہتے ہیں اس کو نہیں مانتے۔ اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان پر: ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾ (مریم:36)

کہ جب مردے کو زندہ بھی کر دیا اس کے بعد یہ فرما رہے ہیں کہ میرا اور تمہارا ربّ اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرو۔ یعنی تمہیں یہ گمان نہ ہو کہ میں کر رہا ہوں تم پھر مجھے پکارنا شروع کر دو کہ اے عیسیٰ! ہمیں اولاد عطا فرما۔ اور اسی سورۃ میں سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے پھر اس بات کو مزید واضح کرنے کے لیے اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ فرمایا: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران:128)

(کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے)

اور یہ آیت اس وقت اتری جنگ احد کے بعد جب کافروں نے بہت شدید حملہ کیا مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور ستر عظیم صحابہ کو شہید کیا ان میں سے سیدنا حمزہ بن عبد المطلب بھی شامل تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت

شدید دکھ ہوا پورا ایک مہینہ فجر کی نماز کے وقت دعائے قنوت میں بددعا کرتے رہے مشرکین کو جو جنگ احد میں شامل تھے پورا ایک مہینہ۔ اس ایک مہینے کی بددعا کے بعد دیکھیں مسجد نبوی، دعا کرنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آمین کہنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم، دنیا کے بہترین انسان بہترین جگہ پر موجود ہیں اور بددعا کر رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ آمین کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے جواب میں کیا فرمایا؟ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾۔ صحیح بخاری میں تفسیر میں جا کر دیکھیں اس آیت کی واضح الفاظ میں ہے کہ یہ آیت اس موقع پر اتری جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریقے سے بددعا کی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں جانوں اور وہ جانیں آپ اس میں کچھ نہیں کر سکتے۔

اگر کن فیکون ہوتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ یہ اگر عطا فرماتے عطا کی ہوتی تو ایک کن فیکون کہہ کر سب کو جلا دیتے ایک مہینے بددعا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف یہ نہیں بیان کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کن فیکون آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ اس معاملے میں آپ کا کوئی ہاتھ ہی نہیں آپ کچھ کر ہی نہیں سکتے۔

تو یہ اس کے رد میں اتنا کافی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں ہماری ذریت کو سب مسلمانوں کو قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

"وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

"وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين"

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب اليك

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (05. چاربنیادی قاعدے) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio